خیرکم من تعلم القرآن و علمه

آسان تجوید

سیکھنے کیلئے ایک
انتہائی آسان اور خوبصورت کتاب

www.KitaboSunnat.com

زینۃ القرآن

شیخ القراء حضرۃ مولانا قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہ
بانی مدرسہ دار القراء لاہور، پاکستان

مکتبۃ القراءۃ لاہور

بسم اللہ الرحمن الرحیم

قُلْ أَطِيعُوا اللَّهَ وَأَطِيعُوا الرَّسُولَ

مجلس التحقیق الاسلامی کے زیر اہتمام

محدث لائبریری

کتاب و سنت کی روشنی میں لکھی جانے والی اردو اسلامی کتب کا سب سے بڑا مفت مرکز

معزز قارئین توجہ فرمائیں

- کتاب وسنت ڈاٹ کام پر دستیاب تمام الیکٹرانک کتب...عام قاری کے مطالعے کیلئے ہیں۔
- مجلس التحقیق الاسلامی کے علمائے کرام کی باقاعدہ تصدیق واجازت کے بعد (Upload) کی جاتی ہیں۔
- دعوتی مقاصد کیلئے ان کتب کو ڈاؤن لوڈ (Download) کرنے کی اجازت ہے۔

تنبیہ

ان کتب کو تجارتی یا دیگر مادی مقاصد کیلئے استعمال کرنے کی ممانعت ہے

کیونکہ یہ شرعی، اخلاقی اور قانونی جرم ہے۔

اسلامی تعلیمات پر مشتمل کتب متعلقہ ناشرین سے خرید کر تبلیغ دین کی کاوشوں میں بھرپور شرکت اختیار کریں

PDF کتب کی ڈاؤن لوڈنگ، آن لائن مطالعہ اور دیگر شکایات کے لیے درج ذیل ای میل ایڈریس پر رابطہ فرمائیں۔

KitaboSunnat@gmail.com

www.KitaboSunnat.com

www.KitaboSunnat.com

خیرکم من تعلم القرآن وعلمہ

آسان تجوید

سیکھنے کیلئے ایک
انتہائی آسان اور خوبصورت کتاب

تجوِیدُ الصِّبیان

www.KitaboSunnat.com

المعروف بہ

زینۃ القرآن

تالیف

شیخ القراء حضرۃ مولانا قاری محمد شریف نور اللہ مرقدہ
بانی مدرسہ دار القراء لاہور پاکستان
(المتوفی ذیقعدہ ۱۳۹۸ھ / اکتوبر ۱۹۷۸ء)

مکتبۃ القراءۃ
143-B ماڈل ٹاؤن لاہور
042-35853171

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں

ناشر
مکتبۃ القراءۃ لاہور پاکستان

Computed By
daisydig@saudia.com

مکتبۃ القراءۃ لاہور

منظور شدہ محکمہ تعلیم (سلسلہ چٹھی ڈائریکٹر تعلیم صوبہ سرحد پشاور پاکستان)
3441-931AD(Ext.) 11/02/1975

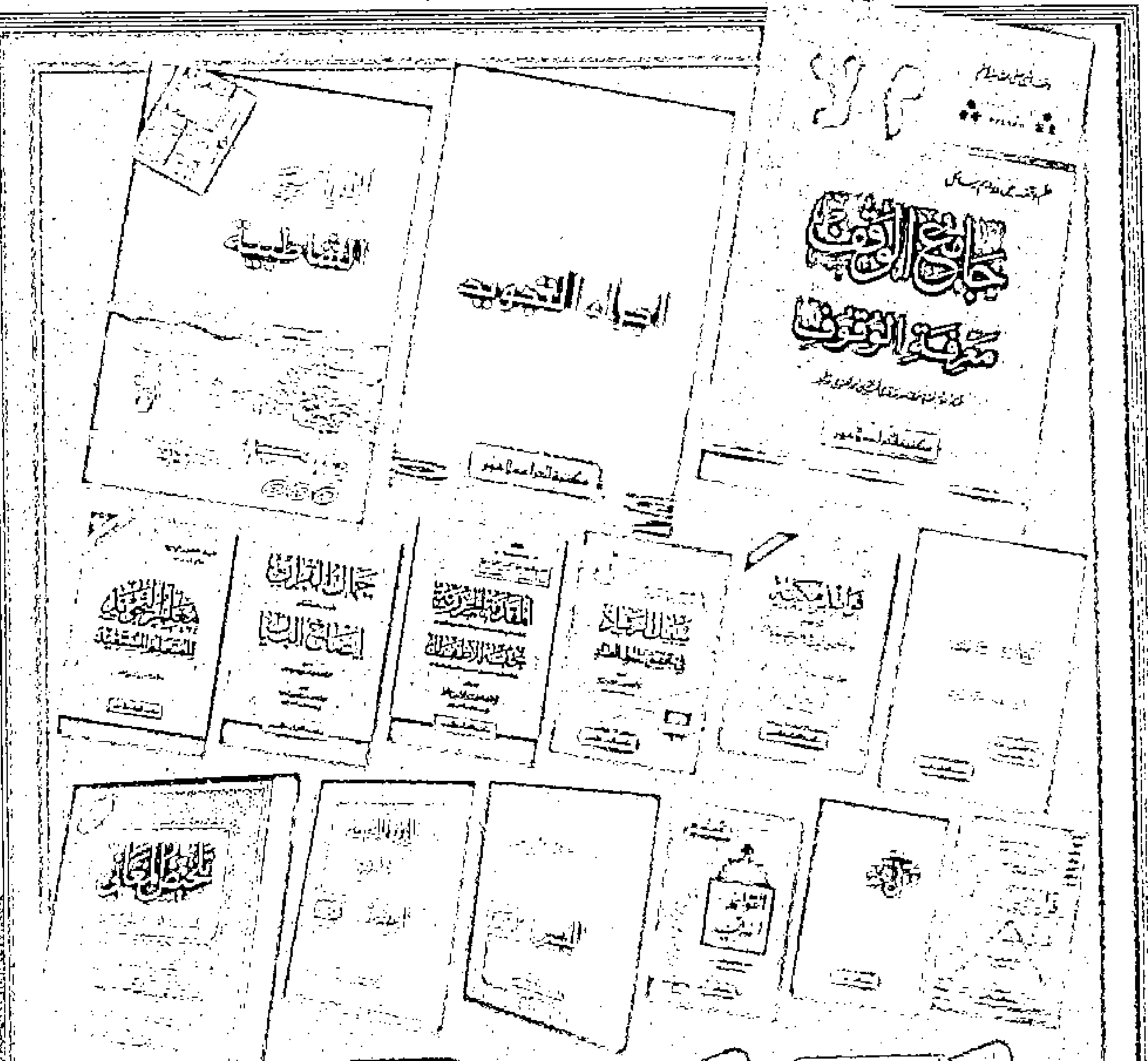

ناشر
مکتبۃ القراءۃ
B-143 ماڈل ٹاؤن لاہور
فون نمبر 042-35853171
0333-4495052

12-اردو بازار لاہور
فون 042-37361468

16-اردو بازار لاہور
فون 042-37223210

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

فہرست

شمار	مضامین	صفحہ
۱	پیش لفظ	۴
۲	قرآنِ عظیم کی محفوظیت	۶
۳	فضائلِ قرآن: حدیثیں	۸
۴	ان حدیثوں کا مقصد	۹
۵	سورتوں اور آیتوں کے فضائل	۱۱
۶	تجوید اور اس کی اہمیت	۱۳
۷	تجوید کے موافق کیسے پڑھا جائے	۱۷
۸	مخرج کی تعریف اور مخارج الحروف	۱۹
۹	دانتوں کے نام اور ان کی ترتیب	۲۱
۱۰	دانتوں کا نقشہ	۲۲
۱۱	صفت کی تعریف اور قسمیں	۲۸
۱۲	صفاتِ لازمہ اور ان کی قسمیں	۲۹
۱۳	صفات معلوم کرنے کا طریقہ	۳۲
۱۴	صفاتِ لازمہ کے معانی	۳۶
۱۵	صفاتِ عارضہ کا تعارف	۴۴
۱۶	الف، لام، راء پُر و باریک	۴۶
۱۷	نون ساکن و تنوین کے احکام	۴۹
۱۸	میم ساکن کے احکام	۵۲
۱۹	نون مشدد و میم مشدد کا قاعدہ	۵۳
۲۰	مد کا بیان	۵۵
۲۱	مد فرعی کی قسمیں	۵۸
۲۲	چند متفرق مسائل (پہلا حصہ)	۶۱
۲۳	چند متفرق مسائل (دوسرا حصہ)	۶۳
۲۴	چند خاص الفاظ کے پڑھنے کا طریقہ	۶۶
۲۵	ضروری ہدایات	۶۸
۲۶	تجوید کا خیال نہ رکھنے پر غلطیاں	۷۰
۲۷	وقف کے احکام	۷۳
۲۸	ایک خاص مسئلہ الف کے بارے میں	۷۸
۲۹	سکتہ کا بیان	۸۱
۳۰	تلاوتِ قرآن کے آداب	۸۳
۳۱	اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ	۸۶
۳۲	تلاوتِ قرآن کے سجدے	۸۸
۳۳	قرآن شریف کے ختم کرنے کا طریقہ	۹۰
۳۴	قرآن مجید کی مختصر تاریخ	۹۳

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

پیشِ لفظ

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَنْزَلَ الْقُرْاٰنَ وَاَمَرَنَا بِتَرْتِیْلِہٖ وَتَجْوِیْدِہٖ حَیْثُ قَالَ وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِیْلًا، وَالصَّلٰوۃُ وَالسَّلَامُ عَلٰی سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ مَّھْبَطِ الْقُرْاٰنِ وَعَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ الَّذِیْنَ حَمَلُوْہُ فَجَوَّدُوْہُ تَجْوِیْدًا۔

اما بعد: یوں تو علم تجوید میں چھوٹے بڑے بہت سے رسائل موجود ہیں جو طالبین کیلئے مشعلِ راہ کا کام دے رہے ہیں اور احقر بھی بفضلہٖ تعالیٰ اس سے پہلے "معلم التجوید" کے نام سے متوسط درجہ کی ایک کتاب ہدیۂ ناظرین کر چکا ہے۔ لیکن اس سب کے باوجود ایک ایسے کتابچہ کی اب بھی ضرورت محسوس کی گئی، جو چھوٹے بچوں اور بالخصوص سکولوں کے قرآنی طلباء کیلئے مفید ثابت ہوسکے اور جسے پڑھ کر وہ نہایت آسانی کیساتھ تجوید کے مسائل سمجھ سکیں۔ چنانچہ یہ رسالہ جو ناظرین کے ہاتھوں میں ہے، اسی مقصد کے پیش نظر بہت ہی آسان اور عام فہم زبان میں مرتّب کیا گیا ہے۔

اس رسالہ میں چونکہ تجوید کے مسائل کو سبقوں کا عنوان دیکر بیان کیا گیا ہے، اسلئے اس کا نام "اسباق التجوید" اور اس مناسبت سے کہ تجوید تلاوتِ قرآن کا حُسن اور اس کی زینت ہے، اس کا نام "زینت القرآن" تجویز کیا گیا ہے۔ اس رسالہ میں مسائلِ تجوید کے علاوہ چند چیزیں ایسی اور بھی بیان کی گئی ہیں جن کا جاننا طلباء قرآن کے لئے نہایت ضروری اور بہت ہی مفید ہے۔ چنانچہ قرآن کی محفوظیت، تلاوتِ قرآن کے فضائل، قرآن مجید کی تاریخ اور آدابِ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تلاوت[1]، یہ چیزیں بھی اس کتابچہ میں بچوں کی زبان میں بیان کی گئی ہیں۔ اگر حضرات معلّمین بچوں کو یہ رسالہ اچھی طرح سمجھا کر پڑھا دیں گے اور اس میں بیان کیے ہوئے قواعد کا قرآن مجید میں اجراء[2] بھی کرا دیں گے تو امید واثق ہے کہ اس سے ان کو قرآن مجید کے صحیح پڑھنے اور پھر اسی حالت پر قائم رہنے میں کافی مدد مل سکے گی۔ کیونکہ جب بچوں کو قواعد کا علم ہو جائے گا تو عمل ہر وقت آسان ہوگا۔

اللہ تعالیٰ اس کو قبول فرما کر قرآن مجید کے صحیح پڑھنے کا شوق رکھنے والوں کیلئے نافع اور مؤلف کیلئے دینی ترقی اور سعادتِ دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین یارب العلمین

شکریہ معاونین

یہ کتاب پہلی بار شعبان المعظم ۱۳۷۹ھ میں شائع ہوئی تھی۔ انیس ۱۹ سال کے اس طویل عرصہ میں اس کی مختلف اشاعتوں کے دوران میری معاونت جن عزیزوں نے بھی کی، میں ان کا تہہ دل سے شکر گزار ہوں۔ بالخصوص قاری عبدالغنی لاہوری، قاری عبدالمجید ایبٹ آبادی، قاری محمد رفیق عارف والوی، قاری محمد نواز مظفر گڑھی، قاری ممتاز احمد ڈیروی، قاری محمد الیاس حضروی، سب سے زیادہ شکریہ کے مستحق ہیں کہ انہوں نے نہایت شوق و رغبت اور خوش دلی کے ساتھ یہ خدمت انجام دی۔ فَجَزَاهُمُ اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ

احقر ابوالاشرف محمد شریف
خادم القرآن مدرسہ دار القراء ماڈل ٹاؤن لاہور
۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ / ۷ جولائی ۱۹۷۸ء

[1] اس طرح کہ پہلی دو چیزیں یعنی قرآن مجید کی محفوظیت اور اسکے فضائل "مقدمہ" میں، تیسری اور چوتھی چیز یعنی آداب تلاوت اور تاریخ، یہ دونوں چیزیں "خاتمہ" میں بیان کی گئی ہیں۔

[2] مسائلِ تجوید کے اجراء کے موضوع پر ایک نہایت آسان رسالہ الگ سے بھی شائع کیا گیا ہے۔ اس کا نام اجراء التجوید ہے۔ (خالد محمود)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مقدمہ

قرآن کی محفوظیت، اسکے فضائل اور تجوید کی اہمیت

پہلا سبق

قرآنِ عظیم کی محفوظیت

عزیز بچو! اتنا تو تم سمجھتے ہی ہو گے کہ سکولوں میں پڑھائی جانے والی کورس کی کتابیں آئے دن بدلتی رہتی ہیں۔ جو کتابیں آج سے چار پانچ برس پہلے پڑھائی جاتی تھیں وہ اب نہیں پڑھائی جارہیں اور ان کی جگہ دوسری کتابوں نے لے لی ہے۔ اور جو کتابیں بیس پچیس برس پہلے پڑھائی جاتی تھیں، اُن کا آج پڑھایا جانا تو در کنار، ملنا بھی دشوار بلکہ تقریباً ناممکن ہے۔ اور تو اور قرآن مجید سے پہلے خود اللہ تعالیٰ نے انسانوں کی ہدایت کے لئے جو کتابیں اپنے پاک اور برگزیدہ نبیوں پر نازل فرمائی تھیں، آج وہ بھی اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہیں اور انسانوں کے ہاتھوں نے ان میں طرح طرح سے تبدیلیاں[1] کر ڈالی ہیں۔

یہ فضیلت اور خصوصیت صرف اور صرف قرآن شریف ہی کو حاصل ہے کہ آج چودہ سو برس سے زائد گزر جانے کے بعد بھی وہ اسی طرح اور اسی شکل میں محفوظ ہے، جس طرح کہ اپنے اترنے کے زمانہ میں تھا اور ان شاء اللہ قیامت تک رہے گا۔ اور یہ اسلئے کہ قرآن مجید سب سے

[1] لیکن ان سب پر ایمان لانا اور یہ عقیدہ رکھنا کہ وہ حق ہیں، ضروری ہے۔ ان میں سے کسی ایک کے انکار کرنے سے بھی آدمی کافر ہو جاتا ہے اور دائرہ اسلام سے نکل جاتا ہے۔ ہاں اس کے ساتھ ہی یہ عقیدہ رکھنا بھی ضروری ہے کہ وہ اب دنیا میں اپنی اصلی شکل میں موجود نہیں ہیں اور ان میں بہت کچھ ردوبدل ہو چکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آخری کتاب ہے، اب قیامت تک اللہ تعالیٰ کی طرف سے کوئی اور کتاب نازل نہیں کی جائے گی۔ اسی لیئے یہ قیامت تک محفوظ رہے گی اور اس کا ایک حرف بلکہ ایک نقطہ بھی کوئی کم نہ کر سکے گا اور نہ اس میں اپنی طرف سے کچھ ملا سکے گا۔ اور یہ اس وجہ سے کہ اس کی حفاظت اللہ تعالیٰ نے خود اپنے ذمہ لی ہے۔ چنانچہ چودھویں پارہ کے پہلے رکوع میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اعلان[1] فرمایا ہے کہ قرآن مجید کو ہم نے ہی نازل کیا ہے اور ہم ہی اس کے محافظ و نگہبان ہیں۔ پس جس چیز کا محافظ اور نگہبان خود اللہ تعالیٰ ہو، اس کو کون مٹا سکتا ہے۔

پھر یہ سمجھو کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس وعدہ کو پورا کرنے کے لئے یہ صورت پیدا فرمائی کہ قرآن مجید کے اترنے کے زمانہ سے اِس وقت تک ہر زمانہ میں بہت سے ایسے لوگوں کو پیدا فرماتے رہے ہیں جو قرآن مجید کو اوّل سے آخر تک پورے کا پورا حفظ کرتے رہے ہیں جن کو "حفاظِ قرآن" یعنی قرآن مجید کے حافظ کہتے ہیں اور اس زمانہ میں بھی جبکہ لوگوں کے دلوں سے دینی علوم کے حاصل کرنے کا شوق کم ہوتا جا رہا ہے، قرآن مجید کے بہت سے حافظ موجود ہیں اور بہت سے حفظ کر رہے ہیں۔ یہ ان کیلئے بڑی سعادت اور خوش نصیبی کی بات ہے کہ وہ اللہ کی اس پاک کتاب کے دنیا میں باقی رہنے کا ذریعہ بن رہے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو اسکا شوق عطاء فرمائے۔ آمین

[1] وہ آیہ مبارکہ جس میں یہ اعلان فرمایا گیا ہے یہ ہے: اِنَّا نَحْنُ نَزَّلْنَا الذِّكْرَ وَاِنَّا لَهٗ لَحٰفِظُوْنَ ○ (سورۃ الحجر:۹)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا سبق

فضائلِ قرآن کے بارے میں تین حدیثیں

پھر یہ بھی یاد رکھو کہ قرآن مجید کو حفظ کرنے اور اس کے پڑھنے پڑھانے کا بہت ثواب ملتا ہے۔ ہمارے پیغمبر حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ نے اپنی پاک حدیثوں میں اس کام کی بہت سی فضیلتیں اور ثواب بیان فرمائے ہیں۔ جن کو معلوم کر کے ہر زمانہ کے بہت سے خوش نصیب لوگ اس کام کے کرنے کو اپنی سعادت سمجھتے رہے ہیں۔ ان میں سے چند چھوٹی چھوٹی حدیثیں ہم یہاں مع ترجمہ کے درج کرتے ہیں۔ ان کو اچھی طرح یاد کر لو:

۱ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: خَيْرُكُمْ مَّنْ تَعَلَّمَ الْقُرْاٰنَ وَعَلَّمَهٗ

ترجمہ: تم میں سے سب سے بہتر وہ شخص ہے جو قرآن سیکھے اور سکھلائے۔ (صحیح بخاری)

۲ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: مَنْ قَرَاَ حَرْفًا مِّنْ كِتَابِ اللّٰهِ فَلَهٗ بِهٖ حَسَنَةٌ وَّالْحَسَنَةُ بِعَشْرِ اَمْثَالِهَا۔ ترجمہ: جس شخص نے کتاب اللہ یعنی قرآن مجید کا ایک حرف پڑھا تو اس کو اسکے بدلے میں ایک نیکی ملے گی اور ایک نیکی کا ثواب دس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ (رواہ الترمذی)

۳ فرمایا رسول اللہ ﷺ نے: اِنَّ الَّذِیْ لَیْسَ فِیْ جَوْفِهٖ شَیْءٌ مِّنَ الْقُرْاٰنِ كَالْبَیْتِ الْخَرِبِ۔ ترجمہ: جس شخص کے دل میں قرآن کا کوئی حصہ بھی محفوظ نہ ہو، وہ ویران گھر کی طرح ہے۔ (رواہ الترمذی، والدارمی)

ان تینوں حدیثوں کو ترجمہ سمیت خود بھی یاد کر لو اور اپنے ساتھیوں کو بھی یاد کرانے کی کوشش کرو۔ حدیثوں کا زبانی یاد کرنا اور پھر ان کو دوسروں تک پہنچانا بڑے ثواب اور فضیلت کی بات ہے۔ ایسے لوگوں کو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے دعا دی ہے جو آپ کی حدیثیں یاد کر کے دوسروں کو پہنچائیں۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا سبق

ان حدیثوں کا مقصد

عزیز بچو! دوسرے سبق میں فضائلِ قرآن کی حدیثیں اور ان کا ترجمہ تو امید ہے کہ تم یاد کر ہی چکے ہو گے۔ اب غور کرو کہ ان حدیثوں میں جناب نبی کریم ﷺ نے قرآن کے پڑھنے پڑھانے اور سیکھنے سکھانے والوں کے حق میں کتنی بڑی فضیلت اور بزرگی بیان فرمائی ہے۔ چنانچہ پہلی حدیث میں آپ نے ایسے لوگوں کو امّت کے سب سے بہتر افراد قرار دیا ہے اور یہ کوئی معمولی اعزاز نہیں۔ آج اگر کوئی معمولی سا حاکم بھی کسی کو کوئی خطاب دیتا ہے تو وہ مارے خوشی کے پھولا نہیں سماتا، تو پھر وہ لوگ کیوں خوش نہ ہوں جنہیں اللہ کے آخری پیغمبر اور دو جہاں کے سردار سب سے بہتر ہونے کی سند عطا فرما رہے ہیں۔ انہیں تو سب سے زیادہ خوش ہونا چاہیئے۔ بلکہ حق یہ ہے کہ خوش ہونے کا اصل حق پہنچتا ہی ان لوگوں کو ہے۔ اس لئے کہ مسلمانوں کے لئے خوش ہونے کی چیز ہے ہی قرآن۔ لہٰذا تم بڑے شوق اور خوش دلی کے ساتھ قرآنِ حکیم کے سیکھنے میں لگے رہو۔ جو وقت تمہارا اس مبارک مشغلہ میں صرف ہوگا، اللہ تعالیٰ کے یہاں اس کی بڑی قیمت ہے۔

اور پھر دوسری حدیث میں اس کے ایک ایک حرف کی تلاوت پر دس دس نیکیوں کے ملنے کا اعلان فرمایا ہے اور یہ فضیلت اور خصوصیت صرف اور صرف قرآن کریم ہی کی ہے کہ ایک حرف کے پڑھنے پر دس نیکیاں ملتی ہیں۔ اس کے سوا دنیا میں ایسی اور کوئی کتاب نہیں جس کے پڑھنے پڑھانے اور تلاوت کرنے کا اتنا بڑا ثواب ہو۔ پس جو شخص صرف اتنا ہی پڑھتا ہے: الٓمّٓ ○ اس کو تیس نیکیاں مل جاتی ہیں۔ یہ تین حرفوں کا مجموعہ ہے:۔ (۱) الف (۲) لام اور (۳) میم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چنانچہ اوپر نمبر ۲ کے ذیل میں جو حدیث درج کی گئی ہے، اس کے آخر میں یہ بھی ہے:

...لَا اَقُوْلُ الٓمّٓ حَرْفٌ، وَلٰکِنْ اَلِفٌ حَرْفٌ وَّلَامٌ حَرْفٌ وَّمِیْمٌ حَرْفٌ۔ (رواہ الترمذی)

ترجمہ:... میں یہ نہیں کہتا کہ سارا الٓمّٓ ایک حرف ہے بلکہ الف ایک حرف، لام ایک حرف اور میم ایک حرف ہے۔

آپ کے اس ارشاد کا مطلب یہ ہے کہ الٓمّٓ میں چونکہ تین حرف ہیں، اس لئے اس کے پڑھنے والے کو تیس نیکیاں ملیں گی۔

پھر تیسری حدیث میں آپ نے اس شخص کے دل کو جسے قرآن میں سے کچھ بھی یاد نہ ہو، ویران اور اجڑے ہوئے گھر سے تشبیہ دی ہے۔ جس کا مطلب یہ ہے کہ قرآن مجید کا یاد ہونا دلوں کی رونق اور آبادی ہے اور اسکا یاد نہ ہونا اور نہ پڑھنا دلوں کی بے رونقی اور ویرانی ہے۔

پس جس طرح بے آباد اور ویران گھر میں جن اور شیاطین رہنے لگتے ہیں اسی طرح وہ شخص جس کو قرآن مجید کی کوئی سورت یا کوئی آیت یاد نہ ہو، اسکے دل میں بھی شیاطین بُرے بُرے وسوسے ڈالنے لگتے ہیں اور سیدھی راہ سے ہٹا کر غلط راہ پر ڈالنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ اگر سارا قرآن مجید یاد نہ کر سکو تو کم از کم چند سورتیں تو ضرور ہی حفظ کر لو۔

اب اگلے سبق میں بعض خاص خاص سورتوں اور آیتوں کے فضائل بیان کیے جاتے ہیں:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوتھا سبق

بعض خاص خاص سورتوں اور آیتوں کے فضائل

[۱] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: فِیْ فَاتِحَةِ الْكِتَابِ شِفَاءٌ مِّنْ كُلِّ دَاءٍ۔ (رواہ الدارمی)

ترجمہ: سورۂ فاتحہ میں بیماری کی شفاء ہے۔

[۲] فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے: مَنْ قَرَأَ يٰس فِيْ صَدْرِ النَّهَارِ قُضِيَتْ حَوَائِجُهٗ۔ (سنن الدارمی)

ترجمہ: جو شخص سورۂ یٰسین کو شروع دن میں (یعنی علی الصبح) پڑھے، اس کی تمام دن کی حاجتیں پوری ہوں گی۔

ان کے علاوہ اور بھی بعض سورتوں اور آیتوں کی فضیلتیں حدیث میں خاص طور پر وارد ہوئی ہیں۔ چنانچہ سورۂ ملک کے متعلق حدیث میں آیا ہے کہ یہ اپنے پڑھنے والے کی اس وقت تک سفارش کرتی رہتی ہے جب تک اس کی مغفرت نہ ہو جائے اور سورۂ واقعہ کے متعلق یہ آیا ہے کہ جو شخص اس کو ہر رات پڑھنے کا معمول بنائے گا، اس کو فاقہ کی نوبت کبھی نہ آئے گی۔ (فضائل قرآن)

ایسے ہی سورۂ اخلاص، معوذتین (یعنی قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝)، آیت الکرسی، سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں یعنی اٰمَنَ الرَّسُوْلُ سے ختم سورۃ تک اور سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے بارے میں بھی بہت سے فضائل احادیث میں وارد ہوئے ہیں:۔

✲ چنانچہ سورۂ اخلاص کو تہائی قرآن کے برابر ارشاد فرمایا گیا ہے۔ جسکا مطلب یہ ہے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جس نے یہ مختصر سی سورت پڑھ لی اس نے گویا قرآن مجید کا تیسرا حصہ پڑھ لیا۔

✵ معوذتین کو شرور (برائیوں) سے پناہ مانگنے اور آندھی وغیرہ جیسی آفت سے محفوظ رہنے کیلئے بے مثل قرار دیا گیا ہے۔

✵ سورۂ بقرہ کی آخری دو آیتوں کے بارے میں یہ آیا ہے کہ جو کوئی کسی رات میں ان کو پڑھے گا تو وہ اس کیلئے کافی ہوں گی یعنی وہ ہر برائی سے محفوظ رہے گا۔

✵ آیت الکرسی کے بارے میں یہ آیا ہے کہ یہ قرآن مجید کی سب سے زیادہ عظمت اور بزرگی والی آیت ہے۔

✵ اور سورۂ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے بارے میں یہ آیا ہے کہ جو ان کو یاد کرے گا اور پڑھے گا وہ دجّال کے فتنہ سے محفوظ رہے گا۔ (ملخصاً از معارف الحدیث جلد پنجم)

اسلئے اگر سارا قرآن مجید یاد نہ کر سکو تو ان خاص خاص سورتوں اور آیتوں کے یاد کرنے کی تو ضرور ہی کوشش کرو۔ اور ان کے علاوہ چند چھوٹی چھوٹی سورتیں اور بھی یاد کرلو تاکہ پانچ وقت کی نماز میں پڑھ سکو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پانچواں سبق

تجوید اور اس کی اہمیت

عزیز بچو! اوپر سبق نمبر ۲ تا ۴ میں تم قرآن مجید کے فضائل اور اس کی تلاوت کرنے پر جو اجر وثواب ملتا ہے، مختصر طور پر اس کا بیان پڑھ چکے ہو۔ اب یہ سمجھو کہ یہ فضیلتیں اور ثواب اس صورت میں حاصل ہوتے ہیں کہ تلاوت صحتِ لفظی کے ساتھ اور صحیح صحیح کی جائے۔ غلط سلط جس طرح کہ آج کل عام لوگ پڑھتے ہیں کہ:۔

❋ نہ طاء وتاء میں فرق کرتے ہیں، نہ ذال وظاء میں، نہ ذال وزاء میں، نہ سین وثاء میں نہ سین وصاد میں، نہ قاف وکاف میں، نہ عین وہمزہ میں، نہ حاء وھاء میں، نہ ضاد ودال میں

❋ نہ زبر زیر پیش کا خیال رکھتے ہیں

❋ نہ مد وشد کو اچھی طرح ادا کرتے ہیں

❋ بلکہ جس طرح جی میں آتا ہے بس ویسے ہی زبان سے نکال دیتے ہیں

خوب یاد رکھو کہ یہ بڑی بے ادبی اور گناہ کی بات ہے اور اس طرح پڑھنا ہرگز جائز نہیں۔ حتیٰ کہ بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جو شخص قرآن مجید کو غلط پڑھتا ہے اس پر قرآن لعنت کرتا ہے۔

پھر یہ سمجھو کہ قرآن مجید کے صحتِ لفظی کے ساتھ پڑھنے کو علماء کی اصطلاح (بول چال) میں ''تجوید'' کہتے ہیں اور یہ ایک مستقل علم ہے اور ایسا شان والا علم ہے کہ اس کی وجہ سے قرآن مجید کے حرفوں کی ادا اور ان کا اصلی تلفظ محفوظ ہے اور اگر خدانخواستہ علماء اسلام اس علم کی طرف توجہ نہ فرماتے اور اس میں کتابیں نہ لکھتے تو آج ہمارے پاس قرآن مجید کو صحیح پڑھنے کا کوئی طریقہ اور کوئی ذریعہ نہ ہوتا۔ بلکہ جس کا جس طرح جی چاہتا پڑھتا۔ لیکن اب وہ شخص جو اس علم کو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جانتا ہے، خدا کے فضل سے خود بھی صحیح پڑھ سکتا ہے اور دوسروں کو بھی صحیح پڑھا سکتا ہے۔

یہ چھوٹا سا رسالہ جو تمہارے ہاتھوں میں ہے، اس میں بھی نہایت آسان اور سلیس زبان میں تجوید کے مسائل اسی غرض سے جمع کیے گئے ہیں کہ چھوٹے بچے ان کو یاد کرلیں اور ان کی روشنی میں قرآن مجید کو صحیح پڑھنے کی مشق کریں۔ کیونکہ جس طرح قرآن مجید کے معنیٰ سمجھنے کیلئے عربی صَرف ونحو (گرامر) وغیرہ کا جاننا ضروری ہے اور اسکے پڑھے بغیر معنیٰ سمجھ میں نہیں آسکتے اسی طرح اسکے صحیح پڑھنے کیلئے علم تجوید کا حاصل کرنا بھی ضروری ہے اور اس علم کے سیکھے بغیر اس کو صحیح نہیں پڑھا جاسکتا۔ اور قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ صحیح صحیح پڑھنا اس درجہ ضروری ہے کہ اس کا حکم قرآن کریم میں بھی ہے اور حدیث شریف میں بھی اور ہر زمانے کے علماء کرام بھی اسی وجہ سے اس کا حکم فرماتے رہے ہیں۔

چنانچہ انتیسویں پارے میں سورۃ مزمل کے شروع میں ہی اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

وَرَتِّلِ الْقُرْاٰنَ تَرْتِيْلًا ۝ یعنی قرآن مجید کو خوب ٹھہر ٹھہر کر اور اطمینان کے ساتھ پڑھا کرو۔

علماء نے فرمایا ہے کہ اس آیت سے تجوید کا ضروری ہونا ثابت ہوتا ہے اور اسکا مطلب یہی ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کیساتھ یعنی خوب سنوار سنوار کر اور صحیح طریقہ سے پڑھا جائے۔

اور حدیث شریف میں حضرت نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے:

اِنَّ اللّٰهَ يُحِبُّ اَنْ يُّقْرَاَ الْقُرْاٰنُ كَمَا اُنْزِلَ یعنی تحقیق اللہ تعالیٰ اس بات کو پسند فرماتے ہیں کہ قرآن مجید کو اسی طرح پڑھا جائے جس طرح کہ وہ نازل کیا گیا ہے۔ (رواہ ابن خزيمة في صحيحه)

چنانچہ قرآن مجید تجوید کے ساتھ ہی نازل ہوا ہے۔ اسلئے کہ تجوید سے مراد قرآن مجید کا عربی تلفظ اور اس کے حروف وکلمات کی وہ ادا ہے جس سے اس کا عربی میں اور کلامِ الٰہی ہونا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

معلوم ہوتا ہے۔ اور یہ معلوم ہی ہے کہ قرآن مجید عربی میں بلکہ نہایت فصیح عربی میں نازل ہوا ہے۔

چنانچہ اس بات کا اعلان خود اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید ہی میں فرمایا ہے۔ جیسا کہ ارشاد ہے: اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ قُرْاٰنًا عَرَبِيًّا (سورۃ یوسف آیت:۲) یعنی ہم نے قرآن مجید کو عربی زبان میں اتارا ہے اور دوسری جگہ ارشاد ہے: بِلِسَانٍ عَرَبِيٍّ مُّبِيْنٍ ○ (سورۃ شعراء آیت:۱۹۵) یعنی یہ قرآن مجید نہایت فصیح عربی میں ہے۔

تو جب اس کی زبان عربی ہے اور یہ عربی میں نازل ہوا ہے تو ظاہر ہے کہ اس کا تلفظ بھی وہی ہونا چاہیئے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور اُن خالص عربوں کا تھا جن کی زبان میں یہ نازل ہوا تھا اور اسی کے موافق تلاوت کرنے کی کوشش کرنی چاہیئے اور یہی معنیٰ ہیں تجوید کے ساتھ تلاوت کرنے کے بھی۔ چنانچہ اگر قرآن مجید کے حرفوں کو عربی تلفظ اور عربی آوازوں کے ساتھ ادا نہ کیا جائے مثلاً:۔

❊ طاء کی جگہ تاء | ظاء ذال کی جگہ زاء | صاد و ثاء کی جگہ سین | حاء کی جگہ ھاء | عین کی جگہ ہمزہ | اور قاف کی جگہ کاف پڑھا جائے

❊ ایسے ہی اگر حروفِ مدہ میں مد نہ کیا جائے

❊ یا زبر، زیر اور پیش کو اتنا کھینچ دیا جائے کہ حروفِ مدہ پیدا ہو جائیں

❊ یا مشدد حرف کو مخفف، یا مخفف کو مشدد ادا کیا جائے

تو اس سے قرآن مجید کا حُسن تو درکنار، یہ سرے سے عربی کلام ہی نہیں رہتا۔ پھر اگر پڑھنے والے کا لہجہ بھی اپنے شہر، اپنے وطن اور اپنے ماحول کا ہو تو اللہ معاف کرے یوں لگتا ہے کہ گویا وہ کسی اور زبان کا کلام پڑھ رہا ہے۔ اس لئے علماء امّت نے بھی علم تجوید کے حاصل کرنے اور اس کے موافق قرآن مجید کی تلاوت کرنے کو ضروری قرار دیا ہے اور فرمایا ہے کہ جو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

شخص قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ نہیں پڑھتا وہ گنہگار اور قصور وار ہے۔ اس سب کے علاوہ قرآن مجید کو تجوید کیساتھ پڑھنا اسلئے بھی ضروری ہے کہ غلط پڑھنے سے معنیٰ بدل جاتے ہیں۔ اور بعض دفعہ تو ایسے بدلتے ہیں کہ اس سے نماز بھی ٹوٹ جاتی ہے۔ جیساکہ فقہ کی کتابوں میں اس کی تفصیل مذکور ہے۔ ہاں اگر ایک شخص تجوید سیکھتا ہے اور صحیح پڑھنے کی کوشش بھی کرتا ہے، مگر زبان کے موٹا ہونے یا کسی اور وجہ سے صحیح نہیں پڑھ سکتا تو ایسا شخص گناہگار نہیں کیونکہ وہ معذور ہے۔ لیکن سیکھتے اور کوشش کرتے رہنا بہرحال ضروری ہے۔ واللہ اعلم

سوالات

1. اس کی کیا وجہ ہے کہ قرآن مجید چودہ سو برس بعد تک بھی اپنی اصل شکل میں محفوظ ہے؟
2. اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید سے متعلق اپنے وعدہ حفاظت کو کس طرح پورا فرمایا؟
3. فضائلِ قرآن کی تینوں حدیثیں مع ترجمہ کے سناؤ؟
4. قرآن کریم کے سیکھنے اور سکھلانے والے کے حق میں حضور نبی اکرم ﷺ نے کیا ارشاد فرمایا ہے؟
5. قرآن مجید کے ہر حرف پڑھنے پر کیا ثواب ملتا ہے؟
6. جس شخص کو قرآن مجید میں سے کچھ بھی یاد نہ ہو وہ کیسا ہے؟
7. سورہ فاتحہ، سورۃ یٰسین، سورۃ ملک اور سورۃ واقعہ کے فضائل بیان کرو؟
8. سورۃ اخلاص، معوذتین، آیت الکرسی، سورۃ بقرہ کی آخری دو آیتوں اور سورۃ کہف کی ابتدائی دس آیتوں کے کیا کیا فضائل ہیں؟
9. اُس علم کا کیا نام ہے جسکے ذریعہ قرآن مجید کے حرفوں کی ادا اور ان کا اصلی تلفظ محفوظ ہے؟
10. علم تجوید کا سیکھنا اور اسکے موافق قرآن مجید کی تلاوت کرنا کیوں ضروری ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

باب اوّل

قرآن مجید کو تجوید کے موافق پڑھنے کا طریقہ اور حرفوں کے مخارِج اور ان کی صفاتِ لازمہ

چھٹا سبق

تجوید کے موافق کیسے پڑھا جاسکتا ہے

عزیز بچو! یہ بات تو تم اچھی طرح سمجھ ہی گئے ہو گے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنا نہایت ضروری ہے اور غلط پڑھنا جائز نہیں۔ اب اس سبق میں یہ بات بتائی جارہی ہے کہ قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ کیسے پڑھا جاسکتا ہے اور اسکا کیا طریقہ ہے۔ سو یاد رکھو کہ تجوید کے موافق پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ پڑھنے والا دو باتوں کا خیال رکھے:۔

❁ ایک یہ کہ حرفوں کو انہی جگہوں سے ادا کرے جو ان کیلئے مقرر ہیں اور ان جگہوں کو حرفوں کے مخارِج کہتے ہیں۔

❁ دوسری یہ کہ انہی آوازوں اور انہی نزاکتوں کے ساتھ ادا کرے جن سے ان کا عربی حروف ہونا معلوم ہوتا ہے۔ ان آوازوں اور نزاکتوں کو حرفوں کی صفات کہتے ہیں۔

چنانچہ قاریوں کی اصطلاح اور بول چال میں تجوید کی تعریف اور اس کی حقیقت اس طرح بیان کی جاتی ہے کہ:

> تجوید نام ہے حرفوں کو ان کے مخارِج اصلیہ اور ان کی صفات
> کی رعایت رکھتے ہوئے ادا کرنے کا

پھر یہ سمجھو کہ صفات کی دو قسمیں ہیں:۔ ① لازمہ ② عارضہ۔ تو گویا علم تجوید تین چیزوں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے جاننے سے حاصل ہوگا:۔ (۱) مخارج (۲) صفاتِ لازمہ (۳) صفاتِ عارضہ۔ ان تین چیزوں کا تعلق تو حرفوں کی تجوید اور ان کی صحتِ لفظی سے ہے۔ ان کے علاوہ دو چیزوں کا جاننا اور بھی ضروری ہے:۔

* ایک یہ کہ پڑھتے پڑھتے جب درمیان میں ٹھہرنے کی ضرورت پیش آئے تو کیسے ٹھہریں
* دوسری یہ کہ کہاں ٹھہریں

پہلی چیز کو کیفیتِ وقف اور دوسری چیز کو محلِ وقف کہتے ہیں۔ پس یہ کل پانچ چیزیں ہوئیں۔ جن کا جاننا ہر اس شخص کے لئے ضروری ہے جو قرآن مجید کو صحیح پڑھنا چاہتا ہے۔ اب آئندہ سبقوں میں انہی پانچ چیزوں کو مختصر اور آسان پیرائے میں بیان کیا جائے گا۔ پورے ذوق و شوق اور محنت سے پڑھو۔ اور پھر چھٹی چیز جو عملی یعنی کرنے کی ہے اس کو بھی ان کے ساتھ ملاؤ۔ اور وہ یہ ہے کہ قواعد اور مسائل صرف یاد کر لینے سے ہی کام نہیں چلتا جب تک کہ کسی ماہر اور کامل استاذ کے سامنے بیٹھ کر مشق نہ کی جائے اور اس سے پڑھنا نہ سیکھا جائے۔ لہٰذا اگر کتاب کا مطالعہ خود ہی کر رہے ہو تو کسی ایسے استاذ کو تلاش کر کے جو قاری اور مجود ہو روزانہ اس کی خدمت میں حاضر ہونے کا معمول بناؤ اور اس سے مشق کرو۔

قرآن مجید کا صحیح پڑھنا بہت بڑی نعمت ہے اور اس علم کا فائدہ یہ ہے کہ اس سے اللہ تعالیٰ کی خوشنودی حاصل ہوتی ہے، کیونکہ جب کوئی بندہ ان کے کلام کو بنا سنوار کر پڑھتا ہے تو وہ اس سے یقیناً خوش ہوتے ہیں۔ جب اس میں کامیابی ہو جائے تو پھر اسکے معنیٰ سیکھنے کی بھی ضرور کوشش کرو۔ تاکہ اللہ تعالیٰ کے احکام کو سمجھ کر ان پر عمل کرنا ممکن ہو۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو یہ نعمت عطا فرمائے۔ اٰمِیْنَ یَا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پہلی چیز... مخارِج الحروف

قرآن مجید کو تجوید کے ساتھ پڑھنے کیلئے جن چیزوں کا جاننا ضروری ہے، ان میں سب سے پہلی چیز چونکہ حرفوں کے مخارِج ہیں، اس لئے اب سب سے پہلے مخارِج ہی بیان کیے جاتے ہیں:۔

ساتواں سبق

مخرج کی تعریف اور پہلے چھ مخرج

یاد رکھو کہ جس جگہ سے کوئی حرف نکلتا ہے، اس جگہ کو اس حرف کا مَخْرَج کہتے ہیں اور مخرج کے معنیٰ بھی "نکلنے کی جگہ" کے ہی ہیں۔ اور حرفوں کے مخارِج سترہ ہیں۔

- جن میں سے پندرہ تو وہ ہیں جو انسان کے حلق کے اُس حصہ سے شروع ہوکر جو سینہ کی طرف ہے، ہونٹوں کے آخر پر ختم ہوتے ہیں
- ایک مخرج ناک میں ہے
- اور ایک منہ کے خالی حصہ میں

اور قرآن مجید کے الفاظ جن حرفوں سے مرکب (یعنی بنے ہوئے) ہیں وہ کل انتیس ۲۹ ہیں۔ یعنی الف سے یاء تک کے وہی انتیس ۲۹ حروف جو تم "قرآنی قاعدہ" میں پڑھ چکے ہو۔ مگر چونکہ بعض مخرجوں سے دو دو اور بعض سے تین تین حرف بھی ادا ہوتے ہیں، اس لئے انتیس حرفوں کے مخارِج صرف سترہ ہی ہیں۔ اب ہم ترتیب وار ہر مخرج اور اس سے نکلنے والے حرفوں کو بیان کرتے ہیں۔ غور سے پڑھو اور یاد بھی رکھو:۔

١ پہلا مخرج: اقصیٰ حلق۔ یعنی حلق کا وہ حصہ جو سینہ کی طرف ہے۔ اس سے ء اور ھ یہ دو حرف نکلتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۲ دوسرا مخرج: وسط حلق۔ یعنی حلق کا درمیانی حصہ۔ اس سے ع اور ح یہ دو حرف نکلتے ہیں۔

۳ تیسرا مخرج: ادنیٰ حلق۔ یعنی حلق کا وہ حصہ جو منہ کی طرف ہے۔ اس سے غ اور خ یہ دو حرف نکلتے ہیں۔

ان چھ حرفوں کو (جو حلق کے تین مخرجوں سے نکلتے ہیں) حروفِ حلقی کہتے ہیں۔

۴ چوتھا مخرج: اقصیٰ لسان۔ یعنی زبان کی جڑ کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے اور اسکے مقابل اوپر کا تالو۔ اس سے ق نکلتا ہے۔

۵ پانچواں مخرج: یہ بھی زبان کی جڑ ہی میں ہے مگر قاف کے مخرج سے ذرا نیچے یعنی منہ کی طرف ہٹ کر اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔ اس سے ك نکلتا ہے۔

اور ان دونوں حرفوں یعنی قاف وکاف کو حروفِ لَهَاتِيَّة یا لَهَوِيَّة کہتے ہیں۔

۶ چھٹا مخرج: بیچ زبان اور اس کے مقابل اوپر کا تالو۔ اس سے ج، ش اور ي (جبکہ مدہ نہ ہو) یہ تین حرف نکلتے ہیں اور ان کو حروفِ شَجْرِيَّة کہتے ہیں۔

نوٹ: آئندہ جو مخارج بیان ہوں گے، ان کا تعلق چونکہ دانتوں کے ساتھ ہے، اسلئے پہلے دانتوں کے نام اچھی طرح یاد کرلو تاکہ ان کے سمجھنے میں مشکل پیش نہ آئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

آٹھواں سبق

دانتوں کے نام اور ان کی ترتیب

یاد رکھو کہ انسان کے منہ میں عام طور پر بتیس ۳۲ دانت ہوتے ہیں:۔ سولہ اوپر سولہ نیچے:۔

☼ سامنے والے چار دانتوں کو ثنایا کہتے ہیں۔ اوپر والے دو کو ثنایا علیا اور نیچے والے دو کو ثنایا سُفلیٰ۔

☼ پھر ان کے چاروں طرف جو چار دانت ان سے ملے ہوئے ہیں ان کو رَباعیات

☼ اور ان کے ساتھ جو چاروں طرف چار دانت ہیں، ان کو انیاب کہتے ہیں

☼ پھر انیاب کے چاروں طرف جو چار دانت ان سے ملے ہوئے ہیں، ان کو ضواحک

☼ ضواحک کے چاروں طرف جو بارہ دانت ہیں یعنی ہر طرف تین تین، ان کو طواحن

☼ اور پھر بالکل آخر میں چاروں طرف جو ایک ایک دانت ہے، ان چار کو نواجذ کہتے ہیں۔

پھر چار ضواحک + بارہ طواحن + چار نواجذ = ان بیس کو اَضْرَاسْ بھی کہتے ہیں۔ اور اضراس کے معنیٰ اردو میں ڈاڑھوں کے ہیں تو گویا یہ بیس ڈاڑھیں ہوئیں۔ جو چاروں طرف پانچ پانچ ہیں۔

یاد کی آسانی کے غرض سے کسی نے ان سب ناموں کو نظم کر دیا ہے۔ وہ نظم یہ ہے:۔

ہے تعداد دانتوں کی کل تیس اور دو	ثنایا ہیں چار ، رَباعی ہیں دو دو
ہیں انیاب چار اور باقی رہے بیس	کہ کہتے ہیں قرار ، اَضراس انہی کو
ضواحک ہیں چار اور طواحن ہیں بارہ	نواجذ بھی ہیں ان کے بازو میں دو دو

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دانتوں کا نقشہ

اب ذیل میں دانتوں کا ایک نقشہ درج کیا جاتا ہے۔ جسکے دیکھنے اور سمجھنے سے امید ہے کہ دانتوں کے نام، ان کی ترتیب اور ہر دانت کا محلِ وقوع اچھی طرح سمجھ میں آجائیگا۔

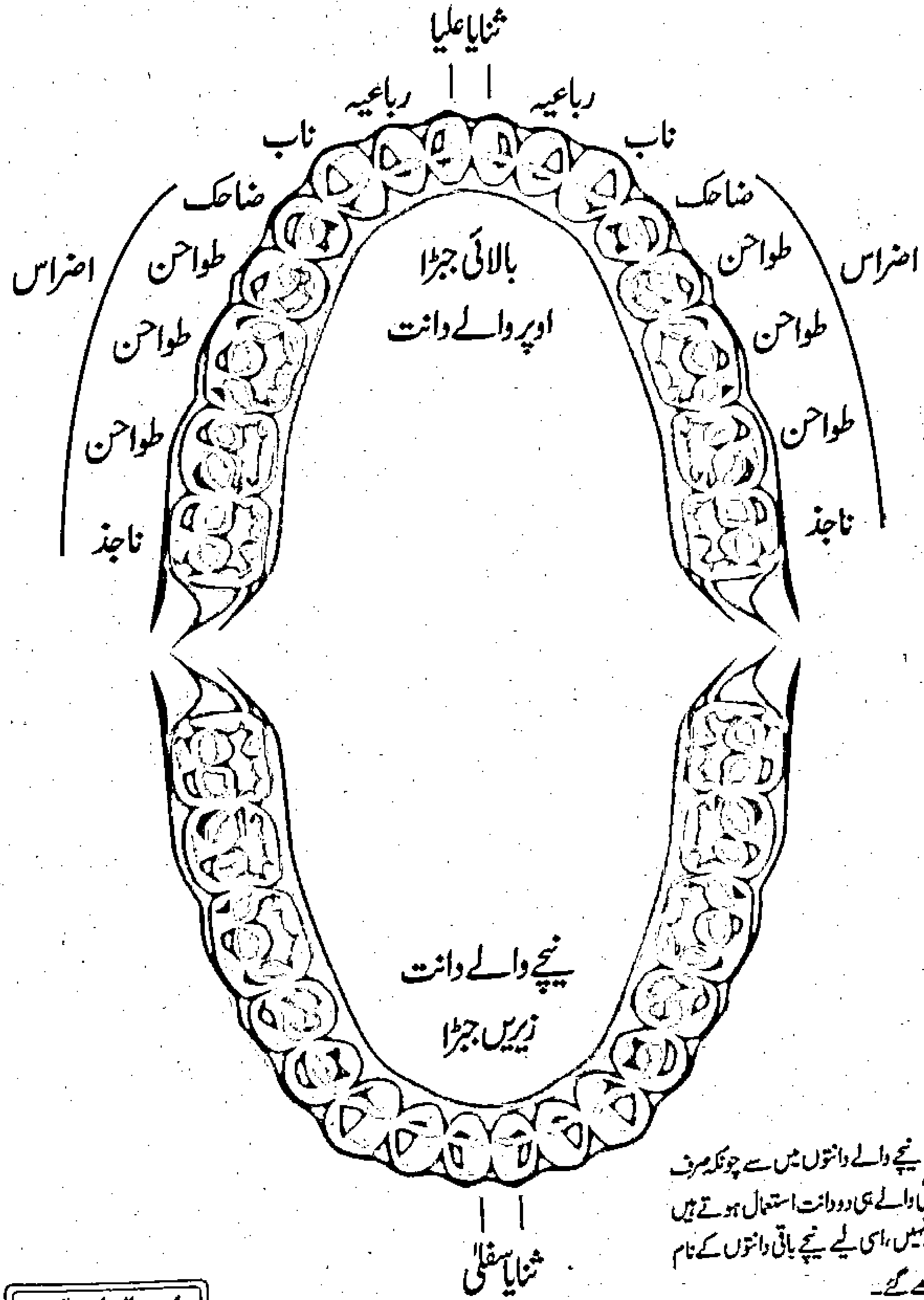

نوٹ: نیچے والے دانتوں میں سے چونکہ صرف ثنایا سفلی والے ہی دو دانت استعمال ہوتے ہیں باقی کے نہیں، اسی لیے نیچے باقی دانتوں کے نام نہیں لکھے گئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نواں سبق

مخرج نمبر ۷ تا ۱۳

جب دانتوں کے نام اوران کی ترتیب سمجھ چکے تو اب باقی مخرجوں کو بھی غور سے پڑھو اور سمجھنے کی کوشش کرو۔ لیکن ان مخارِج کے ضمن میں دانتوں کے علاوہ چونکہ زبان کے بعض حصوں کا ذکر بھی آئے گا، اسلئے ان حصوں کی پہچان بھی یہیں کرلو۔ تاکہ سبق کے سمجھنے میں کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ اس ضمن میں زبان کی نوک، زبان کا حافہ اور زبان کی پشت، ان تین حصوں کا ذکر آئے گا۔

☜ **نوک:**

اس کو تو تم سمجھتے ہی ہو، کیونکہ نوک ایک عام اور مشہور لفظ ہے

☜ **حافہ:**

اس سے مراد زبان کی کروٹ یعنی اسکا وہ لمبا کنارہ ہے جو دونوں طرف ہے

☜ **پشتِ زبان:**

زبان کا وہ حصہ ہے جو اوپر تالو کی طرف ہے

اب باقی مخارِج بیان کیے جاتے ہیں۔ پورے دھیان اور توجہ سے پڑھو:۔

(۷) ساتواں مخرج: زبان کا حافہ یعنی اس کی کروٹ کا وہ حصہ جو حلق کی طرف ہے اور اوپر کی پانچ داڑھوں کی جڑیں۔ اس سے ض نکلتا ہے اور اس کو حَافِیَّہ کہتے ہیں۔

نوٹ: اگرچہ ضاد کو دائیں طرف سے نکالنا بھی صحیح ہے لیکن بائیں جانب سے آسان ہے اور اکثر قاری بائیں طرف سے ہی نکالتے ہیں۔

(۸) آٹھواں مخرج: زبان کی نوک مع کچھ حصہ حافہ اور ثنایا، رباعی، انیاب اور ضواحک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے مسوڑھے۔اس سے ل نکلتا ہے۔

(۹) نواں مخرج: لام کے مخرج سے کچھ کم یعنی صرف ثنایا، رَباعی اور انیاب کے مسوڑھے اور زبان کا سرا۔اس سے ن نکلتا ہے۔

(۱۰) دسواں مخرج: زبان کی نوک اور ثنایا، رباعی کے مسوڑھے۔اس سے را، ادا ہوتی ہے۔البتہ اس میں پشتِ زبان کو بھی کچھ دخل ہوتا ہے اور ان تین حرفوں یعنی لام، نون اور راء کو طَرَفِیَّہ اور ذَلقِیَّہ کہتے ہیں۔

(۱۱) گیارھواں مخرج: نوکِ زبان اور ثنایا علیا کی جڑیں۔اس سے ط د ت یہ تین حرف ادا ہوتے ہیں اور ان کو حروفِ نِطَعِیَّہ کہتے ہیں۔

(۱۲) بارھواں مخرج: زبان کی نوک اور ثنایا علیا کے اندر کے کنارے۔اس سے ظ ذ ث یہ تین حرف نکلتے ہیں۔اور ان کو حروفِ لِثَوِیَّہ کہتے ہیں۔

(۱۳) تیرھواں مخرج: زبان کی نوک اور ثنایا سُفلٰی و عُلیا کے اندر والے کنارے۔اس سے ص س ز یہ تین حرف ادا ہوتے ہیں اور ان کو حروفِ اَسَلِیَّہ اور صَفِیرِیَّہ کہتے ہیں۔

دسواں سبق

باقی چار مخرج

ساتویں سبق میں حلق، زبان اور تالو کے اور نویں سبق میں زبان اور دانتوں کے مخارِج بیان ہو چکے ہیں اور اب اس سبق میں باقی چار مخرج بیان کیے جا رہے ہیں۔جن میں سے دو ہونٹوں میں ہیں، ایک ناک کی جڑ میں اور ایک جوف میں۔توجہ سے پڑھو اور یاد رکھو:۔

(۱۴) چودھواں مخرج: ثنایا علیا کی نوکیں اور نیچے کے ہونٹ کا تری والا حصہ۔اس سے ف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ادا ہوتی ہے۔

⑮ پندرھواں مخرج: دونوں ہونٹوں کا آپس میں مل جانا۔ اس سے بار، میم اور واؤ (جبکہ مدہ نہ ہو) یہ تین حرف ادا ہوتے ہیں۔ البتہ ان میں اتنا فرق ہے کہ:۔

✵ بار تو دونوں ہونٹوں کی تری والے حصہ کے ملنے سے ادا ہوتی ہے

✵ میم دونوں ہونٹوں کی خشکی کے ملنے سے

✵ اور واؤ دونوں ہونٹوں کے اس طرح ملنے سے کہ کنارے تو ملے ہوں اور بیچ کھلا ہو یعنی کلی کی طرح گول ہو جائیں

اور ان چاروں حرفوں یعنی فار، بار، میم اور واؤ کو حروفِ شَفَوِيَّة کہتے ہیں۔

⑯ سولھواں مخرج: خیشوم یعنی ناک کی جڑ۔ اس سے نونِ مخفاۃ یعنی اخفار والا نون اور ادغامِ ناقص والا نون ادا ہوتا ہے۔ (اخفار وادغام کا بیان سبق نمبر۱۹ میں آئے گا)۔

⑰ سترھواں مخرج: جوف ہے۔ اس سے یہ تین حرف ادا ہوتے ہیں:۔

① الف (یہ ہمیشہ مدہ ہی ہوتا ہے)

② واؤ مدہ (جب واؤ ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر پیش ہو جیسے قُوْلُوْا کا واؤ)

③ یار مدہ (جب یار ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو جیسے قِيْلَ کی یار)

یعنی واؤ اور یار صرف اسی وقت "مدہ" کہلاتے ہیں جب یہ ساکن ہوں یعنی ان پر جزم ہو اور پھر واؤ سے پہلے والے حرف پر پیش اور یار سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو۔ جیسے قُوْلُوْا کا واؤ اور قِيْلَ کی یار۔ اور جوف کا مطلب ہے: منہ کے اندر کا خالی ہونا۔ اور ان حرفوں کے جوف سے ادا ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ان کے ادا کرتے وقت حلق، زبان اور ہونٹوں سے کچھ کام نہیں لینا پڑتا بلکہ یہ حروف منہ کے اندر کی ہوا کیساتھ ہی ادا ہو جاتے ہیں اور ان تینوں کو حروفِ مَدَّہ، حروفِ جَوْفِيَّہ اور حروفِ هَوَائِيَّہ بھی کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جب واوٗ ساکن اور یاءٔ ساکن سے پہلے والے حرف پر زبر ہو جیسے خَوْفٌ کا واوٗ اور شَیْءٍ کی یاءٔ تو ایسے واوٗ کو واوٗ لین اور ایسی یاءٔ کو یائے لین کہتے ہیں۔ یائے لین کا مخرج اوپر نمبر۱۶ کے ذیل میں اور واوٗ لین کا مخرج نمبر۱۵ کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے۔ پس جو مخرج یائے متحرک کا ہے وہی یائے لین کا بھی ہے اور ایسے ہی واوٗ متحرک کا جو مخرج ہے وہی واوٗ لین کا بھی ہے۔

پھر یہ بھی سمجھو کہ جوف اس الف کا مخرج ہے جو زبر، زیر، پیش اور جزم، ان سب سے خالی ہو۔ حقیقت میں الف کہتے ہی اسی کو ہیں اور جس الف پر ان میں سے کچھ ہو جیسا کہ

- اَلْحَمْدُ کے الف پر زبر
- اِهْدِنَا کے الف کے نیچے زیر
- اُنْزِلَ کے الف پر پیش اور
- مَأْكُوْلٍ کے الف پر جزم

ہے تو خوب یاد رکھو کہ اس قسم کے الف کو ہمزہ کہتے ہیں اور اس کا مخرج نمبر ایک کے ذیل میں بیان ہو چکا ہے۔ الف اور ہمزہ میں ایک فرق یہ بھی ہے کہ الف سیدھا اور نرم ادا ہوتا ہے جیسے قَالَ اور کَانَ جبکہ ہمزہ جھٹکے سے ادا ہوتا ہے جیسے نَبِیْءٌ اور اِقْرَأْ۔

نوٹ: الف سے یاءٔ تک تمام حرفوں کے مخارج بیان ہو چکے ہیں۔ ان کو اچھی طرح یاد کر لو اور انہی جگہوں سے حرفوں کو ادا کرنے کی مشق کرو۔ مشق کرنے کا طریقہ یہ[1] ہے کہ ساکن حرف کے شروع میں ہمزہ اور متحرک حرف کے آخر میں ھاءٔ لگا کر اس حرف کا تلفظ کرو۔ جیسے

[1] اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ مرقوم بالا طریقہ کے مطابق اپنے شاگردوں کو تمام حرفوں کی ایک ایک کر کے مشق کرائیں اور جب تک ان کے مخارج کی خوب تصحیح نہ ہو جائے اس عمل کو نہ چھوڑیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اَبْ اِبْ اُبْ اور بَہْ بِہْ بُہْ وغیرہ۔ ایسے ہی اول سے آخر تک ایک ایک کر کے تمام حرفوں کی بار بار مشق کرو۔ یہاں تک کہ تمام حرفوں کے مخارِج صحیح ہو جائیں۔

سوالات

[۱۱] علم تجوید کے طالب کے لئے کتنی اور کن باتوں کا جاننا ضروری ہے؟

[۱۲] تجوید کی تعریف کن لفظوں میں بیان کی جاتی ہے؟

[۱۳] مخرج کے کیا معنیٰ ہیں اور حرفوں کے مخارِج کتنے ہیں؟

[۱۴] حلق سے کتنے اور کون کون سے حروف ادا ہوتے ہیں؟

[۱۵] قاف وکاف کا مخرج کیا کیا ہے اور جیم، شین، یاء کا کیا؟

[۱۶] دانتوں کے نام اور ان کی ترتیب بیان کرو؟

[۱۷] ضاد کا کیا مخرج ہے اور اس کو کیا کہتے ہیں؟

[۱۸] لام، نون اور راء کا کیا کیا مخرج ہے؟

[۱۹] ط د ت، ظ ذ ث اور ص س ز کے مخرجوں میں کیا کیا فرق ہے۔ خوب سوچ کر جواب دو؟

[۲۰] حروفِ شفویہ کون سے ہیں اور حروفِ جوفیہ کون سے؟

[۲۱] ناک کی جڑ سے کون سا حرف ادا ہوتا ہے؟

[۲۲] واؤ اور یاء کا کیا کیا مخرج ہے۔ سوچ کر جواب دیں؟

[۲۳] حروف کے القاب[۱] کتنے اور کیا کیا ہیں۔ سوچ کر جواب دیں؟

[۱] مثلاً حَلْقِیَّۃ، جَوْفِیَّۃ اور شَفَوِیَّۃ وغیرہ۔ القاب انہی کو کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

گیارھواں سبق

صفت کی تعریف اور صفات کی قسمیں

عزیز بچو! پچھلے سبق میں تم پڑھ چکے ہو کہ حرفوں کو صحیح ادا کرنے کیلئے دو چیزوں کا اہتمام کرنا پڑتا ہے:۔ایک یہ کہ حروف اپنے صحیح مخرجوں سے ادا ہوں اور دوسری یہ کہ صفات کی رعایت کے ساتھ ادا ہوں۔ کیونکہ مخرج سے تو یہ معلوم ہوتا ہے کہ یہ حرف کس جگہ سے ادا ہونا چاہیئے حلق سے، یا زبان سے، یا ہونٹوں سے، یا جوف سے وغیرہ وغیرہ اور صفات سے یہ پتہ چلتا ہے کہ یہ حرف کس طرح ادا ہونا چاہیئے۔ آیا پُر ادا ہو یا باریک، سخت ادا ہو یا نرم وغیرہ وغیرہ۔ بس قاریوں کی بول چال میں حرفوں کی انہی حالتوں کو صفات کہتے ہیں۔ مثلاً جیم و شین کا مخرج تو ایک ہے لیکن جیم سخت ادا ہوتا ہے اور شین نرم۔ ایسے ہی صاد و سین کا مخرج تو ایک ہے لیکن صاد پُر اور موٹا پڑھا جاتا ہے اور سین باریک، تو ایک مخرج کے حرفوں کی آوازوں میں جو یہ فرق ہے تو وہ صفات ہی کی وجہ سے ہے۔ اور سبق نمبر۶ میں صفات کا حرفوں کی مختلف آوازوں اور ان کی نزاکتوں سے جو تعارف کرایا گیا ہے تو اس کا مطلب بھی یہی ہے۔ لہٰذا صفات کے ادا کرنے کا بھی پورا پورا اہتمام کرنا چاہیئے ورنہ حرف صحیح ادا ہو ہی نہیں سکتا اور وہ فرق جو ایک مخرج کے حرفوں کی آوازوں میں پایا جاتا ہے، باقی نہیں رہ سکتا۔

پھر یہ سمجھو کہ صفات کی دو قسمیں ہیں:۔

❋ ایک وہ جو حرف کیلئے ایسی ضروری ہیں کہ اگر ان کا خیال نہ رکھا جائے یعنی وہ ادا نہ ہوں تو حرف بہت ہی ناقص اور غلط ادا ہوتا ہے۔ بلکہ بعض دفعہ تو ایسا ہوتا ہے کہ ایک حرف دوسرے حرف سے بالکل بدل ہی جاتا ہے۔ یعنی اس حرف کے بجائے کوئی دوسرا حرف ادا

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہو جاتا ہے۔

❁ اور دوسری وہ ہیں کہ ان کے ادا نہ ہونے سے نہ تو حرف دوسرے حرف سے بدلتا ہے اور نہ ہی ایسا زیادہ غلط ادا ہوتا ہے، صرف حرف کے حُسن اور اس کی خوبصورتی میں فرق آجاتا ہے۔

پہلی قسم کی صفات کو صفاتِ لَازِمَۃ، مُمَیِّزَۃ اور دوسری قسم کی صفات کو عَارِضَۃ اور مُحَسِّنَۃ کہتے ہیں۔ پھر یہ سمجھو کہ صفاتِ لازمہ تو الف سے یاء تک کے تمام حرفوں میں پائی جاتی ہیں اور ہر حال میں پائی جاتی ہیں، خواہ وہ حرف متحرک ہو یا ساکن۔ اور صفاتِ عارضہ صرف چند حرفوں میں پائی جاتی ہیں اور ان میں بھی ہر وقت نہیں بلکہ صرف بعض حالتوں میں پائی جاتی ہیں۔ اب پہلے صفاتِ لازمہ بیان کی جائیں گی اور پھر عارضہ۔

بارھواں سبق

صفاتِ لازمہ اور ان کی قسمیں

یاد رکھو کہ صفاتِ لازمہ جو بہت ہی مشہور ہیں وہ چودہ ہیں اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) ھَمْس (۲) جَھْر (۳) شِدَّت ○ [تَوَسُّط] (۴) (۵) اِسْتِعْلَاء

(۶) اِسْتِفَال (۷) اِطْبَاق (۸) اِنْفِتَاح

(۹) صَفِیْر (۱۰) قَلْقَلَہ (۱۱) غُنَّہ (۱۲) تَکْرِیْر (۱۳) تَفَشِّی (۱۴) اِسْتِطَالَت

پھر ان صفاتِ لازمہ کی دو قسمیں ہیں:۔

❁ متضادّہ

❁ غیر متضادّہ

چنانچہ ان چودہ میں سے پہلی آٹھ تو متضادّہ کہلاتی ہیں اور بعد والی چھ غیر متضادّہ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

متضادّہ: متضادّہ کا مطلب ہے: وہ صفتیں جن کی ضدیں ہیں۔ اور ضد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ جس حرف میں جو صفت پائی جاتی ہے، اس میں اس کی ضد نہیں پائی جا سکتی۔

تفصیل اس کی یہ ہے کہ ان آٹھ صفتوں کے چار جوڑے ہیں اور ہر جوڑے کی دو صفتوں میں سے ایک صفت دوسری صفت کی ضد اور مقابل کہلاتی ہے۔ چنانچہ پہلے جوڑے میں ہمس وجہر، دوسرے میں شدت ورخاوت، تیسرے میں استعلاء واستفال، چوتھے میں اطباق وانفتاح ہیں۔

پس جن حرفوں میں ہمس ہے ان میں جہر، جن میں شدت ہے ان میں رخاوت، جن میں استعلاء ہے ان میں استفال اور جن میں اطباق ہے ان میں انفتاح نہیں پائی جا سکتی۔ کیونکہ یہ ایک دوسری کی ضد اور مقابل ہیں۔

ایسے ہی کوئی حرف کسی جوڑے کی دونوں صفتوں سے خالی بھی نہیں ہو سکتا۔ یعنی یہ بھی نہیں ہو سکتا کہ کوئی حرف نہ مہموسہ ہو نہ مجہورہ، نہ شدیدہ ہو نہ رخوہ، نہ مستعلیہ ہو نہ مستفلہ، نہ مطبقہ ہو نہ منفتحہ۔ مطلب یہ ہے کہ نہ تو کوئی ایسا حرف ہے جس میں ایک جوڑے کی دونوں صفتیں جمع ہوتی ہوں اور نہ ہی کوئی ایسا ہے جو دونوں سے خالی ہو۔

❋ البتہ دوسرے جوڑے کی دو صفتوں یعنی شدت ورخاوت کے درمیان ایک صفت اور ہے جس کو توسط کہتے ہیں، مگر یہ چونکہ کوئی مستقل صفت نہیں اس لئے اس کو دونوں کے درمیان قوسین میں لکھا ہے اور اسی لئے اس پر نمبر شمار بھی نہیں لگایا۔ یہ شدت اور رخاوت دونوں کی ضد ہے اور یہ دونوں اس کی ضد ہیں۔ مطلب یہ ہے کہ شدت، رخاوت اور توسط ان تینوں میں سے ہر حرف میں صرف ایک ہی صفت پائی جاتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

غیر متضادّہ: اور غیر متضادّہ کا مطلب یہ ہے کہ وہ صفتیں جن کی ضدیں نہیں ہیں چنانچہ باقی چھ جو غیر متضادّہ کہلاتی ہیں ان کا حال یہی ہے کہ نہ تو ان کے جوڑے ہیں اور نہ ہی ان میں سے کوئی کسی کی ضد ہے بلکہ وہ اکیلی اکیلی ہیں۔ اب ان صفات کو ذیل کے نقشہ میں بغور دیکھو:۔

متضادّہ اور غیر متضادّہ کے فرق کو سمجھانے کی اس نقشہ میں بھی کوشش کی گئی ہے۔ چنانچہ اس میں آٹھ متضادّہ کو تو ایک چوکھٹے میں چار سطروں میں اس طرح دکھایا گیا ہے کہ ہر سطر میں ایک جوڑے کی دو صفتیں درج کی گئی ہیں اور ان پر نمبر شمار بھی لگا دیئے ہیں اور چھ غیر متضادّہ کو دوسرے چوکھٹے میں مسلسل درج کیا ہے اور نمبر ان پر بھی لگا دیئے ہیں۔

نقشہ صفاتِ لازمہ

صفاتِ متضادّہ

پہلا جوڑا	①	②	ہَمْس	جَہْر
دوسرا جوڑا	③	④	شِدَّت	[تَوَسُّط] رَخَاوَت
تیسرا جوڑا	⑤	⑥	اِسْتِعْلَاء	اِسْتِفَال
چوتھا جوڑا	⑦	⑧	اِطْبَاق	اِنْفِتَاح

صفاتِ غیر متضادّہ

⑨ قَلْقَلَہ	⑩ صَفِیر	⑪ غُنَّہ	⑫ تَکْرِیر	⑬ تَفَشِّی	⑭ اِسْتِطَالَت

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیرھواں سبق

حرفوں میں صفات معلوم کرنے کا طریقہ

بارھویں سبق میں صفاتِ لازمہ اوران کی قسمیں بیان ہو چکی ہیں اور اب اس سبق میں یہ بات بیان کی جارہی ہے کہ ان صفات میں سے ہر حرف میں کتنی اور کون کون سی صفتیں پائی جاتی ہیں۔سو یاد رکھو کہ اس بات کے معلوم کرنے کے لئے اساتذہ نے یہ طریقہ تجویز فرمایا ہے کہ آٹھ صفاتِ متضادّہ میں سے نمبر۱،۳،۵، اور نمبر۷ یعنی ہمس، شدت، استعلاء، اطباق چار یہ اور ایک توسط، ان پانچ صفتوں کے حرفوں کو پانچ مجموعوں میں جمع کر دیا ہے۔اور فرمایا ہے کہ جس حرف کے متعلق معلوم کرنا چاہو کہ اس میں کون کون سی صفتیں پائی جاتی ہیں توان مجموعوں میں غور کرو۔اگر وہ حرف ان میں سے کسی میں ہے تب تو اس میں وہی صفت سمجھی جائے گی جس کے حرفوں کا وہ مجموعہ ہے، ورنہ یہ سمجھا جائیگا کہ اس میں اس کی ضد پائی جاتی ہے۔وہ مجموعہ جات یہ ہیں:۔

۱ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَكَتَ

اس کے دس حرفوں یعنی ف ح ث ه ش خ ص س ك ت میں تو صفتِ ہمس پائی جاتی ہے اوران کو حروفِ مَهْمُوْسَہْ کہتے ہیں۔ان کے ماسوا باقی انیس ۱۹ حرفوں میں اس کی ضد جہر پائی جاتی ہے اوران کو حروفِ مَجْهُوْرَہ کہتے ہیں۔

۲ اَجِدُ قَطٍّ بَكَتْ

اس کے آٹھ حرفوں یعنی ء ج د ق ط ب ك ت میں شدت پائی جاتی ہے اوران کو حروفِ شَدِیْدَہ کہتے ہیں۔

۳ لِنْ عُمَرْ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس کے پانچ حرفوں یعنی ل ن ع م ر میں توسط پائی جاتی ہے اور ان کو حروفِ مُتَوَسِّطَہ کہتے ہیں۔

❊ آٹھ شدیدہ اور پانچ متوسطہ، ان تیرہ کے ماسوا باقی سولہ حرفوں میں رخاوت پائی جاتی ہے اور ان کو حروفِ رِخْوَہ کہتے ہیں۔

۴ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ

اسکے سات حرفوں یعنی خ ص ض غ ط ق ظ میں استعلاء پائی جاتی ہے اور ان کو مُسْتَعْلِیَہ کہتے ہیں۔ ان کے ماسوا باقی بائیس حرفوں میں اس کی ضد استفال پائی جاتی ہے اور ان کو مُسْتَفِلَہ کہتے ہیں۔

۵ صَطْ ضَظْ

اسکے چار حرفوں یعنی ص ض ط ظ میں اطباق پائی جاتی ہے اور ان کو مُطْبَقَہ کہتے ہیں۔ باقی پچیس حرفوں میں اس کی ضد انفتاح پائی جاتی ہے اور ان کو مُنْفَتِحَہ کہتے ہیں۔

نتیجہ: نتیجہ یہ کہ صفاتِ متضادّہ میں سے ہر حرف میں چار صفتیں پائی جاتی ہیں۔ کیونکہ جوڑے چار ہی ہیں۔ اور ایک جوڑے کی دو صفتوں میں سے ہر حرف میں ایک ہی صفت پائی جاتی ہے۔ رہیں چھ غیر متضادّہ؟ سو ان کا مسئلہ اتنا مشکل نہیں! بس اتنی سی بات ہے کہ یہ صفتیں کل تیرہ حرفوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح کہ ان میں سے:-

❊ صفتِ قلقلہ قُطْبُ جَدٍّ کے پانچ حرفوں یعنی ق ط ب ج د میں

❊ صفتِ صفیر ص س ز میں

❊ صفت غنہ ن م میں

❊ صفتِ تکریر صرف راء میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

✵ صفتِ تفشی صرف شین میں

✵ اور صفتِ استطالت صرف ضاد میں پائی جاتی ہے۔

پس ان تیرہ حرفوں میں تو پانچ پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں۔ چار چار متضادّہ میں سے اور ایک ایک غیر متضادّہ میں سے۔ اور باقی سولہ حرفوں میں صرف چار چار ہی پائی جاتی ہیں کیونکہ ان میں صفاتِ غیر متضادّہ نہیں پائی جاتیں۔ اب بطورِ مثال تین حرفوں میں اس طریقہ کی مشق کرائی جاتی ہے۔ غور سے پڑھو اور سمجھنے کی کوشش کرو:۔

✵ مثلاً ق میں جہر، شدت، استعلاء، انفتاح اور قلقلہ یہ پانچ صفتیں پائی جاتی ہیں، تو اب ہمیں یہ کیسے معلوم ہوا کہ اس میں یہی پانچ ہیں کوئی اور نہیں؟۔ سو ہم نے غور کیا تو اس کو فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَکَتَ کے مجموعہ میں نہ پایا، جس کا مطلب یہی ہے کہ یہ مجہورہ ہے اور چونکہ یہ اَجِدُ قَطٍّ بَکَتْ اور خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے مجموعوں میں ہے اسلئے شدیدہ بھی ہے اور مستعلیہ بھی اور چونکہ صَطْ ضَظْ کے چار حرفوں میں نہیں ہے اسلئے منفتحہ ہے اور چونکہ قُطْبُ جَدٍّ کے مجموعہ میں ہے اسلئے اس میں قلقلہ بھی ہے۔

✵ مثلاً ف کہ یہ مہموسہ، رخوہ، مستفلہ، منفتحہ ہے۔ مہموسہ تو اس لئے کہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَکَتَ کے مجموعہ میں ہے۔ رخوہ، مستفلہ، منفتحہ اسلئے ہے کہ شدیدہ، متوسطہ، مستعلیہ اور مطبقہ کے مجموعوں میں نہیں ہے اور چونکہ ان میں صفات غیر متضادّہ میں سے کوئی صفت بھی نہیں پائی جاتی اس لئے اس میں بس یہی چار صفتیں پائی جاتی ہیں۔

✵ اور مثلاً ظ کہ یہ مجہورہ، رخوہ، مستعلیہ، مطبقہ ہے۔ مجہورہ تو اس لئے کہ فَحَثَّهُ شَخْصٌ سَکَتَ کے مجموعہ میں نہیں ہے، رخوہ اس لئے کہ اَجِدُ قَطٍّ بَکَتْ اور لِنْ عُمَرْ کے مجموعوں میں نہیں ہے، مستعلیہ اس لئے ہے کہ خُصَّ ضَغْطٍ قِظْ کے مجموعہ میں ہے اور ایسے ہی مطبقہ اس لئے ہے کہ صَطْ ضَظْ کے مجموعہ میں ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس طریقہ کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو اور الف سے لے کر یا ء تک کے تمام حرفوں میں غور کر کے ان میں صفات کے نکالنے کی مشق کرو، یہ بہت ضروری ہے۔ کیونکہ آئندہ سبقوں میں ان صفات کے جو معنٰی بیان ہونے والے ہیں ان کے یاد کرنے اور سمجھنے سے جو مقصود ہے وہ جب ہی حاصل ہوگا کہ ہر ہر حرف میں جو جو صفات پائی جاتی ہیں وہ معلوم ہوں، تاکہ حرف کے ادا کرتے وقت اس میں ان کے معنوں کا خیال رکھا جاسکے۔

مشق کرنے کی صورت یہ ہے کہ ہر طالب علم اس قسم کا نقشہ تیار کرے جس میں ہر حرف کو نمبروار درج کر کے اس کے سامنے اس کی صفات درج کی گئی ہوں۔ ایسا کرنے سے صفات کے نکالنے کی مشق بھی خوب ہوجائے گی اور صفات یاد بھی اچھی طرح ہوجائیں گی۔ اس لئے کہ جب تم اپنے دماغوں پر بوجھ ڈال کر ہر حرف کی صفات نکالو گے اور پھر ان کو لکھو گے تو اس سے یہ دونوں مقصد بخوبی حاصل ہوجائیں گے۔ انشاء اللہ

سوالات

۲۴ صفت کی کیا تعریف ہے؟

۲۵ مخرج سے کیا چیز معلوم ہوتی ہے اور صفات سے کیا چیز؟

۲۶ اولاً صفات کی کتنی اور کیا کیا قسمیں ہیں؟

۲۷ صفاتِ لازمہ اور صفاتِ عارضہ میں کیا فرق ہے؟

۲۸ صفاتِ لازمہ کتنی اور کیا کیا ہیں؟

۲۹ صفاتِ لازمہ کی کتنی اور کیا کیا قسمیں ہیں؟

۳۰ ہر حرف میں صفاتِ لازمہ کتنی پائی جاتی ہیں اور تعداد کی وجہ بھی بیان کرو؟

۳۱ حرفوں میں صفات معلوم کرنے کا کیا طریقہ ہے۔ مثال دے کر سمجھاؤ؟

۳۲ ب ث ذ ع م و اور ك میں کون کون سی صفات پائی جاتی ہیں؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

صفاتِ لازمہ کے معانی

سبق نمبر ۱۱ تا ۱۳ میں صفات کے بارے میں جو کچھ لکھا گیا ہے وہ اس بحث کی تمہید تھی اور اب آیندہ سبقوں میں اصل مقصود یعنی ان صفتوں کے معنٰی بیان کیے جائیں گے۔ اور یہ بیان کیا جائے گا کہ ان صفتوں کے قرآنی حروف کے تلفظ اور ان کی ادا میں کیا کیا اثرات ظاہر ہوتے ہیں۔ تجوید کے علم میں یہ بحث سب سے زیادہ مشکل ہے اسلئے اسکے سمجھنے کیلئے غور وفکر اور محنت کی ضرورت بھی زیادہ ہے۔

چودھواں سبق

پہلے اور دوسرے جوڑے کی چار صفتوں کے معنٰی

یہ تو تم پڑھ چکے ہو کہ صفاتِ لازمہ کی دو قسمیں ہیں۔ نمبر ۱ متضادّہ، نمبر ۲ غیر متضادّہ۔ اور یہ بھی پڑھ چکے ہو کہ صفات متضادّہ آٹھ ہیں، جن کے چار جوڑے ہیں اور ایک جوڑا دو صفتوں پر مشتمل ہے۔ پس اس سبق میں پہلے دو جوڑوں کی چار صفتوں کے معنٰی بیان کیے جائیں گے۔

پہلے جوڑے کی دو صفتیں

هَمْس: اسکے معنٰی پست آواز کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اسکا مطلب یہ ہے کہ اسکے حرفوں کے ادا ہوتے وقت آواز مخرج میں ایسے ضعف اور کمزوری کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ اسکے اثر سے سانس جاری رہ سکے اور آواز پست ہو۔

جَهْر: اس کے معنٰی بلند آواز کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت آواز مخرج میں ایسی قوت کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ سانس بند ہو جائے اور آواز بلند ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرے جوڑے کی دو صفتیں

شِدَّت: اس کے معنیٰ سختی کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت آواز مخرج میں ایسی سختی کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ فوراً بند ہو جائے اور حرف سخت ادا ہو۔

رَخَاوَت: اس کے معنیٰ نرمی کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت آواز مخرج میں ایسی نرمی کے ساتھ ٹھہرتی ہے کہ جاری رہ سکے اور حرف نرم ادا ہو۔

تَوَسُّط: اس کے معنیٰ درمیان میں ہونے کے ہیں۔ یہاں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے حروف نہ تو شدیدہ کی طرح بالکل سخت ادا ہوں اور نہ ہی رخوہ کی طرح بالکل نرم، بلکہ دونوں کے درمیان اس طرح ادا ہونے چاہئیں کہ شدیدہ کے مقابلے میں تو نرم معلوم ہوں اور رخوہ کے مقابلہ میں سخت۔

نتیجہ: نتیجہ یہ کہ ہمس وجہر کا تعلق تو آواز کے پست و بلند ہونے اور سانس کے جاری رہنے اور بند ہونے کے ساتھ ہے اور شدت ورخاوت کا تعلق آواز کے بند ہونے اور جاری رہنے اور حرف کے سخت اور نرم ادا ہونے کیساتھ ہے۔ پس:۔

جو حروف شدیدہ بھی ہیں اور مجہورہ بھی، اور ایسے حروف چھ ہیں یعنی ب ج د ط ق اور ء یہ قوی اور سخت ادا ہوں گے، آواز بلند ہوگی اور مخرج میں سختی کے ساتھ رک کر فوراً بند بھی ہو جائے گی کہ جاری رکھنا بھی چاہیں تو نہ رکھ سکیں جیسے اِقْرَاْ کا ہمزہ۔

اور جو حروف مہموسہ رخوہ ہیں اور ایسے حروف آٹھ ہیں یعنی ث ح خ س ش ص ف اور ہ، یہ نہایت لطیف اور نرم ادا ہوں گے۔ آواز پست ہوگی اور سکون کی حالت میں جاری بھی رہ سکے گی جیسے یَلْهَثْ کی ثاء اور اَلْمَنْفُوْشِ ○ کا شین۔

www.KitaboSunnat.com

جو حروف مجہورہ رخوہ ہیں اور یہ بھی آٹھ ہی ہیں یعنی الف ذ ز ض ظ غ و ی ان کی آواز جاری تو رہ سکے گی اور نرم بھی ہوگی لیکن سانس کے بند ہو جانے کی وجہ سے اتنی لطیف نہیں ہوگی جتنی کہ مہموسہ رخوہ کی ہوتی ہے۔ جیسے یَاۡخُذۡ کی ذال اور وَاغۡلُظۡ کی ظاء۔

اور جو حروف مہموسہ شدیدہ ہیں اور یہ حرف دو ہیں یعنی ک ت ان کی آواز پہلے تو شدت کی وجہ سے مخرج میں سختی کے ساتھ رکے گی اور پھر آخر میں ہمس کی وجہ سے کچھ کمزور پڑ جائے گی اور پست ہو جائے گی۔

رہے حروفِ متوسطہ سو وہ چونکہ سب کے سب مجہورہ ہی ہیں اس لئے ان کی آواز بلند تو ہو گی لیکن سختی اور نرمی میں وہ شدیدہ اور رخوہ کے درمیان ادا ہوں گے۔

نوٹ: بعض لوگ کاف کے آخر میں ھاء کی اور تاء کے آخر میں ھاء یا سین کی آواز پیدا کر دیتے ہیں، یہ صحیح نہیں اور اس طرح پڑھنا بالکل غلط ہے۔ ان کا صحیح تلفظ وہی ہے جو اوپر بیان ہو چکا ہے کہ پہلے تو شدت کی وجہ سے آواز مخرج میں سختی کے ساتھ رکے گی اور پھر ہمس کی وجہ سے بعد میں کچھ کمزور پڑ جائے گی اور پست ہوگی۔ واللہ اعلم

پندرھواں سبق

تیسرے اور چوتھے جوڑے کی چار صفتوں کے معنیٰ

تیسرے جوڑے کی دو صفتیں

اِسۡتِعۡلَاء: اس کے معنیٰ بلند ہونے کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت زبان کی جڑ اوپر کو اٹھ جاتی ہے جس کی وجہ سے یہ حروف پُر ادا ہوتے ہیں۔

اِسۡتِفَال: اس کے معنیٰ نیچے رہنے کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس کا مطلب

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت زبان کی جڑ اوپر کو نہیں اٹھتی جس کی وجہ سے یہ حروف باریک ادا ہوتے ہیں۔

چوتھے جوڑے کی دو صفتیں

اِطْبَاق: اس کے معنیٰ مل جانے اور ڈھانپ لینے کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے لگ کر اس کو ڈھانپ لیتا ہے جس کی وجہ سے یہ حروف خوب پُر پڑھے جاتے ہیں۔

اِنْفِتَاح: اس کے معنیٰ علیحدہ رہنے کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اسکا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت زبان کا بیچ اوپر کے تالو سے جدا رہتا ہے، جس کی وجہ سے یہ حروف پُر نہیں ہوتے۔ ہاں ان میں جو حروف مستعلیہ ہیں وہ استعلاء کی وجہ سے پُر پڑھے جاتے ہیں مگر بہ نسبت مطبقہ کے کم۔

نتیجہ: نتیجہ یہ کہ استعلاء واستفال کا تعلق تو زبان کی جڑ کے ساتھ ہے اور اطباق وانفتاح کا بیچ زبان کے ساتھ۔ پس حروفِ مستعلیہ میں تو زبان کی جڑ اوپر کو اٹھ جاتی ہے اور حروفِ مستفلہ میں نہیں اٹھتی۔ ایسے ہی حروفِ مطبقہ میں تو زبان کا بیچ تالو کو ڈھانپ لیتا ہے اور حروفِ منفتحہ میں جدا رہتا ہے۔ لہٰذا جو حروف مستعلیہ بھی ہیں اور مطبقہ بھی اور ایسے حرف چار ہیں: ص ض ط ظ ان میں زبان کی جڑ بھی اوپر کے تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے اور اس کا بیچ بھی تالو کو ڈھانپ لیتا ہے، اس لئے یہ خوب پُر ادا ہوتے ہیں۔

اور جو حروف مستعلیہ تو ہیں لیکن مطبقہ نہیں ہیں یعنی مستعلیہ منفتحہ اور یہ تین ہیں: غ خ اور ق، ان میں زبان کی جڑ تو اگرچہ تالو کی طرف اٹھ جاتی ہے لیکن بیچ زبان اس سے الگ رہتا ہے اس لئے گو ادا تو یہ بھی پُر ہی ہوتے ہیں لیکن بہ نسبت پہلے چار کے کم۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جو حروف نہ مستعلیہ ہیں نہ مطبقہ یعنی مستفلہ منفتحہ، ان میں نہ تو زبان کی جڑ تالو کی طرف بلند ہوتی ہے اور نہ اس کا بیچ اس کو ڈھانپتا ہے، اسلئے یہ بالکل باریک ادا ہوتے ہیں۔ چنانچہ باقی بائیس حرفوں کا یہی حال ہے۔ البتہ ان میں سے لام، راء اور الف یہ تین حرف ایسے ہیں جو مستفلہ ہونے کے باوجود بعض حالتوں میں پُر پڑھے جاتے ہیں۔ مگر چونکہ ان کا پُر ہونا صفتِ لازمہ نہیں بلکہ عارضہ ہے، اسلئے ان کے قاعدے صفاتِ عارضہ کے ضمن میں بیان کیے جائیں گے۔

ہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھو کہ کسی حرف کے پُر ادا کرنے کیلئے ہونٹوں سے کام نہیں لینا چاہیئے بعض لوگ پُر حرف کو ادا کرتے وقت ہونٹوں کو کچھ گول سا بنا لیتے ہیں، یہ بالکل غلط ہے۔ حرف صرف زبان کے تالو کی طرف بلند کرنے یا اس سے لگا دینے سے پُر ہو جاتا ہے، ہونٹوں سے اسکا کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

سولھواں سبق

صفاتِ غیر متضادّہ کے معنیٰ

اوپر کے دو سبقوں میں صفاتِ لازمہ متضادّہ کے معنیٰ بیان ہو چکے ہیں اور اب اس سبق میں صفاتِ لازمہ غیر متضادّہ کے معنیٰ بیان کیے جا رہے ہیں۔ یہ تو تم بارھویں سبق میں پڑھ ہی چکے ہو کہ صفاتِ غیر متضادّہ صرف تیرہ حرفوں میں پائی جاتی ہیں۔ اس طرح کہ ان میں سے:۔

- قلقلہ قُطْبُ جَدٍّ کے پانچ حرفوں میں
- صفیر ص س ز میں
- غنہ ن م میں
- تکریر ر میں

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

☼ تفشی ش میں

☼ اور استطالت ض میں پائی جاتی ہے۔

اب ذیل میں ان کے معنیٰ پڑھو اور یاد بھی رکھو:۔

قَلْقَلَه: اسکے معنیٰ جنبش اور ہلنے کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ حروف جب ساکن ہوں تو ان کے ادا ہوتے وقت آواز ہل جانی چاہیئے اور دوسرے ساکن حرفوں کی طرح قرار اور جماؤ کے ساتھ ادا نہیں ہونے چاہئیں۔

صَفِیْر: اس کے معنیٰ سیٹی وغیرہ کی آواز کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس سے مراد یہ ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت سیٹی کی طرح کی ایک تیز آواز نکلنی چاہیئے اور ان حرفوں کی یہ صفت بہت ہی مشہور ہے۔ چنانچہ اگر یہ ادا نہ ہو تو یہ حروف پھُس پھُسے اور بالکل بے رونق ادا ہوتے ہیں۔

غُنَّه: اس کے معنیٰ ناک کی گُنگنی آواز کے ہیں۔ قاریوں کی اصطلاح میں یہ مطلب ہے کہ اس کے حرفوں کے ادا ہوتے وقت ناک میں آواز جانی چاہیئے۔ چنانچہ اگر کسی سے یہ صفت ادا نہ ہوا اور ناک میں آواز نہ جائے تو ان حرفوں کا تلفظ بہت بھدّا معلوم ہوتا ہے۔

تَکْرِیْر: اس کے معنیٰ ایک چیز کے دوبار کرنے کے ہیں۔ قراء کی اصطلاح میں تکریر کا یہ مطلب ہے کہ اس کے حرف یعنی راء کو کچھ اس طرح نرم سا ادا کیا جائے کہ یوں محسوس ہو کہ یہ گویا دوہری ادا ہو رہی ہے۔ لیکن واقعۃً دوہری ادا کرنے سے پرہیز کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر دوہری ادا ہوگی تو ایک راء کی بجائے دو راء ادا ہو جائیں گی خصوصاً تشدید کی حالت میں تو اس کا بہت ہی خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ راء کے اندر یہ بات پائی جاتی ہے کہ قاری سے اگر ذرا بھی چُوک (یعنی لاپرواہی) ہو جاتی ہے تو یہ دوہری ادا ہو جاتی ہے۔ مطلب یہ ہے کہ صفتِ تکریر کی وجہ سے راء میں ایک خاص قسم کی نرمی تو پائی جاتی ہے لیکن اسکا خیال رکھنا چاہیئے کہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اس نرمی کی وجہ سے یہ دوہری ادا نہ ہونے پائے۔

تَفَشِّی: اس کے معنیٰ منہ میں ہوا کے پھیلنے کے ہیں۔ قاریوں کی بول چال میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اسکے حرف یعنی شین کے ادا ہوتے وقت منہ کے اندر آواز اور ہوا پھیل جانی چاہیئے۔ مگر اسکا خیال رہے کہ زبان کی نوک اوپر کو نہ اٹھنے پائے ورنہ شین پُر ہو جائیگا۔

اِسْتِطَالَت: اس کے معنیٰ دراز اور لمبا ہونے کے ہیں۔ قراء کی اصطلاح میں اس کا مطلب یہ ہے کہ اس کے حرف یعنی ضاد مُعْجَمَۃ (نقطے والا) کے ادا ہوتے وقت اس کی آواز میں ایک قسم کی درازی پائی جانی چاہیئے۔ چونکہ ضاد کا مخرج تمام مخرجوں سے لمبا ہے، اس لئے اس کی آواز بھی لمبی ہوتی ہے۔ بس آواز کی اس لمبائی کو ہی ''استطالت'' کہتے ہیں۔ خوب سمجھ لو۔

نوٹ: حرف ضاد کی ادائیگی میں ہمارے زمانے میں لوگ طرح طرح کی غلطیاں کرتے ہیں:۔

- بعض اس کو دال کی طرح
- بعض زاء کی طرح
- اور بعض بالکل ظاء کی طرح ادا کرتے ہیں
- بعض تو اور بھی غضب کرتے ہیں کہ دال میں واؤ کی آواز ملا کر ادا کرتے ہیں اور سمجھتے ہیں کہ ہم ضاد ادا کر رہے ہیں۔

سو خوب یاد رکھو کہ ضاد نہ دال ہے نہ زاء نہ واؤ ملا ہوا دال اور نہ ہی خالص ظاء، ہاں اگر اس کو اس کی تمام صفات کی رعایت رکھتے ہوئے صحیح طور پر ادا کیا جائے تو اس کی آواز سننے میں ظاء کی آواز کے بہت مشابہ ہوتی ہے۔ یعنی جس طرح ظاء پُر اور نرم ادا ہوتا ہے اسی طرح یہ بھی نرم اور پُر ہی ادا ہوتا ہے۔ البتہ ضاد کا مخرج ظاء کے مخرج سے الگ ہے اور کچھ تھوڑا سا فرق

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ان دونوں میں صفتِ استطالت کی وجہ سے بھی ہو جاتا ہے کہ ضاد کی آواز میں تو اس صفت کی وجہ سے درازی ہوتی ہے اور ظاء کی آواز میں یہ درازی نہیں ہوتی۔ اس تقریر کو خوب ذہن نشین کرلو۔ تجوید و قراءات کی تمام کتابوں میں ایسا ہی لکھا ہے۔

الحمدللہ کہ یہاں پہنچ کر صفاتِ لازمہ کا بیان ختم ہوا۔ اب آیندہ باب میں صفاتِ عارضہ بیان کی جائیں گی۔

سوالات

۳۳ ہمس و جہر کا تعلق کس چیز سے ہے اور شدت و رخاوت کا کس چیز سے؟

۳۴ حروفِ مجہورۂ شدیدہ کون سے ہیں، مہموسہ رخوہ کون سے اور مجہورۂ رخوہ کون سے؟

۳۵ ان تینوں قسموں کے حرفوں کا تلفظ بیان کرو؟

۳۶ ک ت کیا ہیں اور ان کا صحیح تلفظ کیا ہے؟

۳۷ استعلاء و استفال کا تعلق زبان کے کس حصہ سے ہے اور اطباق و انفتاح کا کس حصہ سے؟

۳۸ وہ حروف کونسے ہیں جو زیادہ پُر پڑھے جاتے ہیں اور وہ کونسے ہیں جو کم پُر پڑھے جاتے ہیں؟

۳۹ حروفِ مستفلہ منفتحہ کتنے اور کون کون سے ہیں۔ اور یہ کس طرح پڑھے جاتے ہیں؟

۴۰ صفتِ قلقلہ کا کیا مطلب ہے اور صفتِ صفیر کا کیا؟

۴۱ تکریر کا کیا مطلب ہے اور اس کی وجہ سے راء کس طرح پڑھی جاتی ہے؟

۴۲ حرفِ ضاد کے ادا کرنے میں لوگ کس طرح کی غلطی کرتے ہیں اور اس کا صحیح تلفظ کیا ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

دوسرا باب

تجوید کا تیسرا جز... یعنی صفاتِ عارضہ

سترھواں سبق

صفاتِ عارضہ کا تعارف اور پہلی دو صفتوں کی تشریح

گیارھویں سبق میں لکھا جاچکا ہے کہ صفات کی دو قسمیں ہیں:۔ ① لازمہ ② عارضہ۔ پھر یہ بھی بیان ہوچکا ہے کہ صفاتِ لازمہ تو ہر حرف میں پائی جاتی ہیں، کسی میں چار اور کسی میں پانچ اور جس حرف میں جو صفت پائی جاتی ہے وہ ہر حال میں پائی جاتی ہے، لیکن صفاتِ عارضہ کا یہ حال نہیں یعنی یہ سب[1] حرفوں میں نہیں پائی جاتیں۔ اور پھر جن حرفوں میں پائی جاتی ہیں ان میں بھی ہمیشہ نہیں پائی جاتیں بلکہ صرف بعض حالتوں میں پائی جاتی ہیں۔

اگرچہ صفاتِ عارضہ کی حیثیت صفاتِ لازمہ جیسی نہیں، کیونکہ صفاتِ لازمہ کے ادانہ

---

[1] چنانچہ یہ صرف آٹھ حرفوں میں پائی جاتی ہیں:۔

① الف

② لفظ اللہ کا لام

③ راء

④ نون ساکن ومشدد (نون ساکن میں تنوین بھی داخل ہے)۔

⑤ میم ساکن ومشدد

⑥⑦⑧ حروفِ مدہ ولین۔ مگر لین صرف واؤ اور یاء ہی ہوتے ہیں کیونکہ الف ہمیشہ مدہ ہی ہوتا ہے۔ (جیسا کہ سبق نمبر ۱۰ میں مخرج نمبر ۱۷ کے ضمن میں لکھا جاچکا ہے)۔

نوٹ: الف کا ذکر دو طرح کی صفات کے ضمن میں آئے گا:۔ ① تفخیم وترقیق کے ضمن میں ② مد کی بحث کے ضمن میں، اسلئے اس کو دو حرفوں کا قائم مقام قرار دیکر صفاتِ عارضہ سے متصف ہونے والے حرف آٹھ بتائے گئے ہیں۔ ورنہ حقیقت کی رو سے سات ہیں۔ تفصیل آئندہ سبقوں میں آئیگی۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہونے سے تو حرف بہت ہی غلط اور ناقص ادا ہوتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو ایک حرف دوسرے حرف سے بالکل بدل ہی جاتا ہے۔ جیسا کہ گیارھویں سبق میں لکھا جا چکا ہے۔ مگر صفاتِ عارضہ کا یہ حال نہیں اس لئے کہ ان کے ادا نہ ہونے سے نہ تو کوئی حرف دوسرے حرف سے بدلتا ہے اور نہ ہی ایسا زیادہ غلط ادا ہوتا ہے، صرف حرف کی خوبصورتی اور اس کے حُسن میں فرق آجاتا ہے، مگر قرآن مجید کو باتجوید پڑھنے کے لئے ان کا ادا کرنا بھی ضروری ہے اور ان کے بغیر تجوید کامل نہیں ہوتی۔ چنانچہ چھٹے سبق میں تم پڑھ چکے ہو کہ تجوید اور حرفوں کی صحتِ لفظی کے سلسلہ میں مخارِج اور صفاتِ لازمہ کے علاوہ صفاتِ عارضہ کو بھی ملحوظ رکھنا پڑتا ہے اور یہ تجوید کا تیسرا جزء ہیں۔ پھر یہ کہ بعض صفات ان میں بھی ایسی ہیں جو تقریباً صفاتِ لازمہ جیسی ہی ضروری ہیں[1]۔ اس لئے ان کے مسائل کو بھی اسی ذوق و شوق سے پڑھو اور یاد رکھنے کی کوشش کرو۔ اب پہلے صفاتِ عارضہ کے نام یاد کرو اور پھر ان کی تشریح پڑھو۔

صفاتِ عارضہ کے نام

صفاتِ عارضہ سات ہیں:۔ ① تفخیم ② ترقیق ③ ادغام ④ اقلاب ⑤ اخفاء ⑥ غنہ ⑦ مد[2]۔ اب ان کا مطلب اور ہر صفت کے حرفوں کو بیان کیا جاتا ہے۔ غور سے پڑھو۔

تَفْخِیْم اور تَرْقِیْق

✲ تفخیم کے معنیٰ ہیں حرف کو پُر یعنی منہ بھر کر پڑھنا

✲ اور ترقیق کے معنیٰ ہیں حرف کو باریک یعنی بغیر منہ بھرے پڑھنا

تم صفاتِ لازمہ کی بحث میں پڑھ چکے ہو کہ حروفِ مستعلیہ ہمیشہ اور ہر حال میں پُر پڑھے

[1] جیسے ادغام، اقلاب اور لفظ اَللّٰہ کے لام کی تفخیم۔

[2] لیکن ادغام و اخفاء کے ضمن میں اظہار کا اور مد کے ضمن میں قصر کا بھی ذکر آئے گا، مگر یہ دونوں صفاتِ عارضہ نہیں ہیں بلکہ حرفوں کی اصلی حالتیں ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے ہیں اور ان میں کوئی حرف ایسا نہیں جو کسی حالت میں بھی باریک پڑھا جاتا ہو۔ اور حروفِ مستفلہ ہمیشہ باریک پڑھے جاتے ہیں۔ البتہ ان میں الف، لام اور راء یہ تین حرف ایسے ہیں جو بعض حالتوں میں پُر پڑھے جاتے ہیں اور بعض حالتوں میں باریک۔ چنانچہ ذیل میں ان کے قواعد بیان کیے جا رہے ہیں۔ توجہ سے پڑھو اور تلاوت کے وقت ان کو عمل میں لاؤ، کیونکہ مسائل کا صرف یاد کر لینا کافی نہیں۔ یہ صرف ایک زینہ ہے، اصل چیز عملی مشق ہی ہے۔

اٹھارواں سبق

الف، لام اور راء کا پُر اور باریک ہونا

الف اور لام کے پُر اور باریک ہونے کا قاعدہ تو بہت ہی مختصر ہے۔ البتہ راء میں کچھ تفصیل ہے۔ چنانچہ لام کے متعلق تو صرف اتنی سی بات ہے کہ لفظ اَللّٰہ اور اَللّٰھُمَّ کے لام سے پہلے والے حرف پر اگر زبر[1] یا پیش ہو، جیسے نَصۡرُ اللّٰہِ، مَرۡیَمَ اللّٰھُمَّ، رَفَعَہُ اللّٰہُ، قَالُوا اللّٰھُمَّ تو یہ لام پُر پڑھا جاتا ہے۔ اور اگر اسکے نیچے زیر ہو جیسے بِسۡمِ اللّٰہِ اور قُلِ اللّٰھُمَّ تو باریک پڑھا جاتا ہے۔ بس ان دو لفظوں کے سوا اور کسی لفظ کا لام کسی حالت میں بھی پُر نہیں پڑھا جاتا، جیسے وَلَکُمۡ اور مَا وَلّٰھُمۡ وغیرہ کا لام۔

الف کے پُر یا باریک ہونے کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر تو اس سے پہلے والا حرف پُر ہو تو یہ بھی پُر پڑھا جاتا ہے اور اگر باریک ہو تو یہ بھی باریک پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ نو حرف پُر پڑھے جاتے ہیں:۔ خ ص ض ط ظ غ ق[2]، پھر راء، لفظ اَللّٰہ اور اَللّٰھُمَّ کا وہ لام جس سے پہلے زبر یا

[1] خواہ زبر والے حرف اور لام کے درمیان الف ہی کیوں نہ ہو جیسے ءَآللّٰہُ۔

[2] یہ سات حرف وہی ہیں جو مستعلیہ کہلاتے ہیں۔ جن کا مجموعہ خُصَّ ضَغۡطٍ قِظۡ ہے۔ ان کا ذکر تیرھویں سبق میں آچکا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پیش ہو۔ پس ان نو حرفوں کے بعد تو الف پُر ہوگا اور باقی حرفوں کے بعد باریک۔

❋ پُر الف کی مثالیں یہ ہیں: خٰلِدُوْنَ، صٰلِحُوْنَ، وَاللّٰهُ، رَازِقِیْنَ

❋ باریک کی یہ: نٰصِرِیْنَ، مٰکِرِیْنَ، عٰبِدِیْنَ، فٰکِهِیْنَ، لٰعِبِیْنَ، لِلّٰهِ

رہی راء تو اس کے تین قاعدے ہیں:۔

1 اگر راء پر زبر یا پیش ہو، خواہ مشدد ہو یا غیر مشدد، جیسے رَبَّكَ، رَحِیْمٌ، رُبَمَا، رُزِقُوْا، سِرًّا اور فَفِرُّوْا وغیرہ تو ایسی راء ہمیشہ پُر پڑھی جاتی ہے۔ اور اگر اسکے نیچے زیر ہو جیسے رِزْقٌ، فَرِحِیْنَ، اِلَی الْبِرِّ تو یہ ہمیشہ باریک پڑھی جاتی ہے۔

2 اگر راء ساکن ہو یعنی اس پر جزم ہو تو اس سے پہلے والے حرف کو دیکھتے ہیں۔ پھر اگر اس پر زبر یا پیش ہو جیسے اَرْسَلْنَا، اُرْسِلُوْا، بَرْقٌ، یُرْزَقُوْنَ تو ایسی راء پُر پڑھی جاتی ہے۔

اگر زیر ہو جیسے فِرْعَوْنَ، مِرْیَةٍ، شِرْعَةً تو باریک[۱] پڑھی جاتی ہے۔

1 البتہ چند کلمے ایسے ہیں جن میں باوجودیکہ راء ساکنہ سے پہلے زیر والا حرف ہے، مگر پھر بھی ان کی راء پُر پڑھی جاتی ہے۔ وہ کلمے ذیل کے نقشہ میں درج ہیں۔ ان کلموں کو اچھی طرح یاد کر لو۔ اور یہ بھی ذہن نشین کر لو کہ یہ کون کون سے پارے اور کس کس رکوع میں آئے ہیں۔ تاکہ جب قرآن مجید کی تلاوت کرو تو ان کی راء کو پُر پڑھو اور پہلے حرف کی زیر کی وجہ سے باریک نہ پڑھو۔ ان کلمات کی تعداد سولہ ہے:۔

شمار	الفاظ	پارہ	رکوع	سورۃ	آیت
۱	اِنِ ارْتَبْتُمْ	۷	۴	المائدۃ	۱۰۶
۲	اِنِ ارْتَبْتُمْ	۲۸	۱۷	الطلاق	۴
۳	قِرْطَاسٍ	۷	۷	الانعام	۷
۴	اِرْصَادًا	۱۱	۲	التوبۃ	۱۰۷
۵	فِرْقَةٍ	۱۱	۴	التوبۃ	۱۲۲
۶	اِرْجِعُوْا	۱۳	۴	یوسف	۸۱

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نوٹ: لفظ فِرْقٍ جو انیسویں پارہ کے آٹھویں رکوع میں ہے، اس کی راء کو پُر اور باریک دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔

۳ راء موقوفہ یعنی جس راء پر وقف کیا جائے وہ بھی چونکہ ساکن ہی پڑھی جاتی ہے اسلئے اسکو بھی نمبر۲ کی طرح پہلے والے حرف کی حرکت کا لحاظ کرتے ہوئے زبر اور پیش کے بعد پُر اور زیر کے بعد باریک پڑھتے ہیں۔ خواہ وہ پہلے سے ساکن ہو جیسے فَلَا تَقْهَرْ۝ فَلْيَكْفُرْ اور فَانْتَصِرْ۝ وغیرہ اور خواہ وقف کیوجہ سے ساکن پڑھی گئی ہو جیسے وَاٰخَرَ۝ بِالنُّذُرِ۝ اور مُسْتَمِرٌّ۝

اور اگر راء ساکنہ سے پہلے والا حرف بھی ساکن ہی ہو جیسے مِنَ النَّارِ۝ تُرْجَعُ الْاُمُوْرُ بِكُمُ الْعُسْرِ۝ فِیْ لَيْلَةِ الْقَدْرِ۝ ذِی الذِّكْرِ۝ وَلَا بِكْرٍ۝ اور قَدِيْرٌ۝ وغیرہ میں ہے تو پھر اس ساکن حرف کو نہیں دیکھتے بلکہ اس سے پہلے والے حرف کی حرکت کا

شمار	الفاظ	پارہ	رکوع	سورۃ	آیت
۷	رَبِّ ارْحَمْهُمَا	۱۵	۳	بنی اسرآءیل	۲۴
۸	لِمَنِ ارْتَضٰى	۱۷	۲	الانبیاء	۲۸
۹	رَبِّ ارْجِعُوْنِ۝	۱۸	۶	المؤمنون	۹۹
۱۰	اَمِ ارْتَابُوْٓا	۱۸	۱۲	النور	۵۰
۱۱	الَّذِی ارْتَضٰى	۱۸	۱۳	النور	۵۵
۱۲	اِرْجِعْ	۱۹	۱۸	النمل	۳۷
۱۳	مَنِ ارْتَضٰى	۲۹	۱۲	الجن	۲۷
۱۴	مِرْصَادًا	۳۰	۱	النبأ	۲۱
۱۵	لَبِالْمِرْصَادِ۝	۳۰	۱۴	الفجر	۱۴
۱۶	اِرْجِعِیْٓ	۳۰	۱۴	الفجر	۲۸

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اعتبار کرتے ہیں۔ پس زبر اور پیش کے بعد پُر اور زیر کے بعد باریک پڑھتے ہیں۔ چنانچہ اَلْقَدْرِ○ اَلْاُمُوْرُ○ مِنَ النَّارِ اور بِكُمُ الْعُسْرَ○ وغیرہ کی راء کو پُر اور وَلَا بِكْرٌ○ ذِي الذِّكْرِ○ اور قَدِيْرٌ○ وغیرہ کی راء کو باریک پڑھتے ہیں۔

البتہ اگر راء سے پہلے والا حرف یاء ساکنہ ہو تو ایسی صورت میں وقف والی راء باریک ہی پڑھی جاتی ہے۔ خواہ اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہی کیوں نہ ہو جیسے بِيَدِكَ الْخَيْرُ اور لَا ضَيْرَ وغیرہ۔

انیسواں سبق

نون ساکن وتنوین کے احکام

نون ساکن تو وہ ہے جس پر جزم ہو جیسے مِنْهُمْ، مَنْ يَّقُوْلُ، مِنْۢ بَعْدِ، مِنْ قَبْلُ اور لَمْ تَكُنْ کا نون۔ اور تنوین نون کی اس آواز کو کہتے ہیں جو کسی حرف پر دو زبر یا دو زیر یا دو پیش کے ادا کرنے کے آخر میں پیدا ہوتی ہے۔ پس بَرْقٌ کے قاف، فِيْ رَيْبٍ کی باء اور اَبَدًا کے دال کے ادا کرنے میں نون کی جو آواز نکلتی ہے، اس کو نونِ تنوین کہتے ہیں۔ اس تمہید کے بعد اب یہ سمجھو کہ ان دونوں نونوں کے چار احکام ہیں:۔ ① اِظْهَار ② اِدْغَام ③ اِقْلَاب ④ اِخْفَاء۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

اِظْهَارِ حَقِيْقِي

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد حروفِ حلقی میں سے کوئی حرف ہو جیسے مَنْ اٰمَنَ، كَمَنْ هُوَ، مِنْ عِلْمٍ، مِنْ حَكِيْمٍ، فَسَيُنْغِضُوْنَ، وَالْمُنْخَنِقَةُ، عَذَابٌ اَلِيْمٌ، قَوْمٍ هَادٍ، حَكِيْمٍ عَلِيْمٍ، غَنِيٌّ حَمِيْدٌ، قَوْلًا غَيْرَ، حَكِيْمٍ خَبِيْرٍ وغیرہ تو ان کو اظہار سے پڑھتے ہیں یعنی بغیر کسی تغیر کے اصلی تلفظ کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِدْغَام

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد یَرْمَلُوْنَ کے چھ حرفوں میں سے کوئی حرف ہو جیسے مِنْ رَّبِّهِمْ، مِنْ لَّدُنْهُ، مِنْ مَّالٍ، مِنْ نَّاصِرِيْنَ، مِنْ وَّلِيٍّ، مِنْ يَّوْمِهِمْ، هُدًى لِّلنَّاسِ، غَفُوْرٌ رَّحِيْمٌ، قَدَرًا مَّقْدُوْرًا، عِظَامًا نَّخِرَةً، هُدًى وَّرَحْمَةً، وُجُوْهٌ يَّوْمَ وغیرہ تو بعد والے حرف میں ادغام کرتے ہیں یعنی نون کے بعد والے حرف سے بدل کر دونوں کو ایک مشدد حرف کی طرح ادا کرتے ہیں۔ چنانچہ ایسے موقعوں میں قرآن شریف میں دوسرے حرف پر تشدید کی علامت لکھی بھی رہتی ہے۔ پھر اس میں کچھ تفصیل ہے۔ وہ یہ کہ:۔

❊ اگر نون ساکن وتنوین کے بعد لام ورا، میں سے کوئی ہو تو نون کا اثر بالکل نہیں رہتا۔ بلکہ نون خالص لام اور خالص راء بن جاتا ہے۔ (اس کو ادغامِ تام کہتے ہیں)

❊ اور اگر باقی چار حرفوں یعنی يَنْمُوْ میں سے کوئی حرف ہو تو اس صورت میں نون کے غنہ کو باقی رکھ کر ادغام کرتے ہیں۔ (اس کو ادغامِ ناقص کہتے ہیں)

نوٹ: ان چار لفظوں میں ادغام نہیں ہوتا:۔ دُنْيَا، بُنْيَانٌ، قِنْوَانٌ، صِنْوَانٌ پس ان میں نون کو اس کے اصلی تلفظ کے ساتھ ہی ادا کرتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ان چار لفظوں میں واؤ اور یاء پر تشدید کی علامت نہیں ہوتی۔

اِقْلَاب

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد باء ہو جیسے مِنْۢ بَعْدِ، يُنْۢبِتُ اور سَمِيْعٌۢ بَصِيْرٌ تو اقلاب ہوتا ہے یعنی نون کو میم سے بدل کر غنہ کے ساتھ پڑھتے ہیں۔ یہی وجہ ہے کہ ایسے موقعوں میں قرآن شریف میں چھوٹی سی میم بھی لکھی رہتی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اِخْفَاءِ حَقِیْقِی

اگر نون ساکن وتنوین کے بعد مندرجہ بالا تیرہ حروف یعنی چھ حلقی کے، چھ یَرْمَلُوْنَ کے، ایک باء اور پھر الف (جو کہ نون ساکن وتنوین کے بعد آ نہیں سکتا)، ان چودہ حرفوں کے علاوہ باقی پندرہ حرف جو بچتے ہیں یعنی ت ث ج د ذ ز س ش ص ض ط ظ ف ق ك، اگر ان میں سے کوئی حرف ہو جیسے کُنْتُمْ، مَنْثُوْرًا، اَنْجَیْنَا، اَنْدَادًا، مِنْ ذَكَرٍ، تَنْزِیْلًا، مِنْ سُلٰلَةٍ، عَنْ شَیْءٍ، مَنْ صَبَرَ، قُوَّةٍ ضُعْفًا، لَیْلًا طَوِیْلًا، ظِلًّا ظَلِیْلًا، شَدِیْدٍ فَجَاسُوْا، ثَمَنًا قَلِیْلًا، خِطْأً كَبِیْرًا وغیرہ تو وہاں اخفاء ہوتا ہے یعنی نون نہ تو اظہار کی طرح اپنے اصلی تلفظ کیساتھ ادا ہوتا ہے اور نہ ہی ادغام کی طرح بعد والے حرف سے بدلتا ہے بلکہ ان دونوں کے درمیان اس طرح ادا کرتے ہیں کہ زبان کی نوک کو تالو سے جدا مگر اس سے قریب ہی رکھ کر بقدرِ ایک الف کے خیشوم (ناک) میں آواز گنگناتے ہیں اور تشدید نہیں ادا کرتے۔ یعنی جتنی دیر ایک الف کے ادا کرنے میں لگتی ہے اتنی دیر تک ناک میں آواز جاری رہتی ہے اور اس مدت میں زبان کی نوک تالو سے الگ مگر اس کے قریب ہی رہتی ہے۔

نوٹ: اخفاء چونکہ ادا کے لحاظ سے خاصا مشکل ہے اس لئے استاذ سے اس کی مشق اچھی طرح کر لینی چاہیے۔

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیسواں سبق

میم ساکن اور نون و میم مشددتین کے احکام

میم ساکن کے احکام

میم ساکن کے احکام تین ہیں:۔ (۱) ادغام (۲) اخفاء (۳) اظہار[1]۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

اِدْغَام

اگر میم ساکن کے بعد دوسرا حرف بھی میم ہی ہو جیسے وَمَاهُمْ مِّنْكُمْ اور اِلَيْكُمْ مُّرْسَلُوْنَ تو ادغام کرتے ہیں۔ یعنی پہلے میم کو دوسرے میم میں ملا کر دونوں کو ایک مشدد میم کی طرح ادا کرتے ہیں۔

اِخْفَاءِ شَفَوِیْ

اگر میم ساکن کے بعد باء ہو جیسے وَمَاهُمْ بِمُؤْمِنِيْنَ اور وَمَنْ يَّعْتَصِمْ بِاللّٰهِ تو اخفاء سے پڑھتے ہیں یعنی میم کو اسکے اپنے ہی مخرج (دونوں ہونٹوں کی خشکی) سے ذرا[2] نرم کر کے غنہ کے ساتھ ادا کرتے ہیں۔

اِظْهَارِ شَفَوِیْ

اگر میم اور باء کے علاوہ کوئی اور حرف ہو جیسے اَنْعَمْتَ، فَلَهُمْ اَجْرُهُمْ عِنْدَ

---

[1] پس یہاں اقلاب نہیں ہے۔

[2] نون کا اخفاء تو یہ ہے کہ اس کو اس طرح ادا کیا جائے کہ زبان کا سرا تالو سے لگنے نہ پائے بلکہ اس سے جدا رہے اور میم کا اخفاء یہ ہے کہ اس کو ادا تو اس کے اپنے ہی مخرج سے کیا جائے لیکن ذرا نرم کر کے، البتہ غنہ اس میں بھی ہوتا ہے۔ اس فرق کو اچھی طرح سمجھ لو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تو اظہار سے پڑھتے ہیں۔ یعنی میم کو اس کے مخرج سے بغیر غنہ کے ادا کرتے ہیں۔

نوٹ: جب میم ساکن کے بعد واؤ یا فا ہو، جیسے بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ تو اس حالت میں اظہار سے پڑھنے کا اہتمام اور بھی زیادہ کرنا چاہیئے، کیونکہ خیال نہ کرنے سے ایسے موقعوں میں عام طور پر اخفاء ہو جاتا ہے۔

نون مشدد اور میم مشدد کا قاعدہ

جب نون اور میم مشدد ہوں جیسے اِنَّا، لَمَّا، مَنَّ، ظَنًّا اور تَمَّتْ وغیرہ تو ان میں ایک الف کے برابر غنہ کرنا ضروری ہے۔ یعنی جتنی دیر ایک الف کے ادا ہونے میں لگتی ہے اتنی دیر تک ناک میں آواز جاری رکھنی ضروری ہے۔ اس کو غنہ کہتے ہیں۔

نوٹ: یاد رکھو کہ غنہ دو طرح کا ہوتا ہے:۔

❊ ایک وہ جس کا ذکر صفاتِ لازمہ کے سلسلے میں ہوا تھا، یہ تو حرف کے ساتھ ہی ادا ہو جاتا ہے اور اس کی کچھ مقدار نہیں ہوتی۔ اور یہ نون و میم میں ہر حالت میں ہوتا ہے۔ خواہ یہ متحرک ہوں یا ساکن، اظہار سے پڑھے جا رہے ہوں خواہ اخفاء سے، مشدد ہوں خواہ غیر مشدد۔ (اس غنہ کا نام "غنہ آنی" ہے)۔

❊ دوسرا وہ جس کا ذکر یہاں نون ساکن و تنوین، میم ساکن اور نون و میم مشدد تین کے احکام کے ضمن میں ہوا ہے۔ اس کی مقدار ایک الف کے برابر ہوتی ہے۔ اسلئے ان موقعوں میں پورے دھیان اور خیال سے ایک الف کے برابر غنہ کرنا چاہیئے۔ تاکہ یہ ادا ہونے سے نہ رہ جائے۔ (اس غنہ کا نام "غنہ زمانی" ہے)۔

نوٹ: نون ساکن و تنوین کا اظہار، ان کا ادغام، اقلاب، میم ساکن کا اظہار اور اس کا ادغام، یہ چیزیں تو صحیح پڑھنے والوں کی زبانوں پر عام طور پر چڑھی ہی ہوتی ہیں، البتہ نون

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کے ادغام ناقص، اس کے اقلاب واخفاء اور میم ساکن کے ادغام واخفاء کی حالت میں، ایسے ہی تشدید والے نون اور میم میں ایک الفی غنہ اور میم ساکن اور نون ساکن وتنوین کا اخفاء بغیر توجہ اور دھیان کے ادا نہیں ہوتا۔ خصوصًا نون کے اخفاء کے ادا کرنے کے لئے تو کچھ زیادہ ہی توجہ کی ضرورت ہوتی ہے۔ کیونکہ جیسا کہ گزشتہ سبق میں بھی لکھا جا چکا ہے کہ یہ ادا اور تلفظ کے لحاظ سے مشکل ہے۔ اسلئے معلّمین کو چاہیئے کہ وہ اپنے شاگردوں کو ان قاعدوں کی مشق اہتمام کے ساتھ کرائیں۔ کیونکہ کتاب ادا کر کے نہیں بتا سکتی۔ یہ کام تو استاذ ہی کو کرنا پڑتا ہے۔

سوالات

۴۳ صفاتِ عارضہ کتنی اور کیا کیا ہیں۔ اور یہ کن حرفوں میں پائی جاتی ہیں؟

۴۴ کون سا الف پُر پڑھا جاتا ہے اور کون سا باریک؟

۴۵ هُوَ اللّٰهُ، قُلِ اللّٰهُمَّ، نَصْرُ اللّٰهِ، قَالُوا اللّٰهُمَّ، مَاوٰلّٰهُمْ، لِلّٰهِ اور آللّٰهُ کا لام پُر پڑھا جائے گا یا باریک۔ وجہ بھی بیان کرو؟

۴۶ راء کے پُر اور باریک ہونے کے کتنے اور کیا کیا قاعدے ہیں؟

۴۷ وہ الفاظ کونسے ہیں جن میں جزم والی راء زیر کے بعد ہونے کے باوجود پُر پڑھی جاتی ہے؟

۴۸ نون ساکن کے کتنے اور کیا کیا احکام ہیں۔ اور ہر ایک کا مطلب بھی بتاؤ؟

۴۹ اخفاء والے نون کے ادا کرنے کا طریقہ کیا ہے؟

۵۰ اخفاء کے حروف کتنے اور کون کون سے ہیں؟

۵۱ میم ساکن کے کتنے اور کیا کیا احکام ہیں؟

۵۲ نون اور میم کے اخفاء میں کیا فرق ہے؟

۵۳ غنہ کی کتنی قسمیں ہیں اور یہ کہاں کہاں ہوتا ہے؟

۵۴ اظہار، ادغام، اقلاب، اخفاء اور غنہ میں سے کون سی چیز زیادہ توجہ چاہتی ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکیسواں سبق

مد کا بیان

عزیز بچو تم اوپر سترھویں سبق میں پڑھ چکے ہو کہ صفاتِ عارضہ سات ہیں:۔ تفخیم، ترقیق، ادغام، اقلاب، اخفاء، غنہ اور مد۔ ان میں تفخیم و ترقیق کا بیان سترھویں اور اٹھارھویں سبق میں اور ادغام، اقلاب، اخفاء اور غنہ کا بیان انیسویں اور بیسویں سبق میں ہو چکا ہے۔ اب اگلے دو سبقوں میں مد کا مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے۔ مد کی چونکہ بہت سی قسمیں ہیں اس لئے پوری توجہ اور دھیان سے پڑھو۔ تاکہ یہ مسئلہ اچھی طرح تمہارے ذہن نشین ہو جائے۔

سو یاد رکھو کہ مد کے معنیٰ "کھینچنے" کے ہیں اور یہ صفت صرف حروفِ مدہ اور حروفِ لین میں پائی جاتی ہے۔ اور حروفِ مدہ تین ہیں:۔

1. الف یہ ہمیشہ مدہ ہی ہوتا ہے
2. واؤ جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر پیش ہو
3. یاء جبکہ ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف کے نیچے زیر ہو

تینوں حروفِ مدہ کی مثالیں نُوْحِيْهَا، اُوْتِيْنَا وغیرہ میں جمع ہیں۔

نوٹ: کھڑا زبر، کھڑی زیر اور الٹا پیش، یہ تینوں بھی حروفِ مدہ کی آوازیں دیتے ہیں جیسے مٰلِكِ، يُحْيٖ اور دَاوٗدُ وغیرہ۔

اور حروفِ لین دو ہیں:۔

1. واؤ ساکن ہو اور اس سے پہلے والے حرف پر زبر ہو جیسے قَوْلٌ کا واؤ
2. یاء ساکن ہو اور اس میں بھی پہلے والے حرف پر زبر ہو جیسے بَيْعٌ کی یاء

تو اس حالت میں ان کو واؤ لین اور یاء لین کہتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر یہ سمجھو کہ مد دو طرح کا ہوتا ہے:۔ ① اصلی ② فرعی۔ تفصیل درج ذیل ہے:۔

مد اصلی

مد اصلی تو وہ مد ہے جو بغیر سبب[1] کے پایا جائے اور اسکے ادا ہوئے بغیر حرف کی ذات ہی باقی نہ رہے۔ اس مد کی مقدار ایک الف ہوتی ہے۔ چنانچہ قَالَ، قِيْلَ اور قُوْلُوْا میں اگر قاف کے بعد والے الف، واؤ اور یاء میں مد نہ کیا جائے تو ان حرفوں کی ذات ہی باقی نہیں رہے گی اور یہ الفاظ اس طرح پڑھے جائیں گے: قَلَ، قِلَ، قُلُوْا اور اس مد کو چھوڑ دینے سے چونکہ قرآن مجید کا ایک حرف کم ہوجاتا ہے، اسلئے اس کا چھوڑ دینا بہت بھاری غلطی ہے۔ اور یہ مد اصلی صرف حروفِ مدہ میں ہی موجود ہوتا ہے، حروفِ لین میں نہیں۔

مد فرعی

مد فرعی مد کی وہ مقدار ہے جو حروفِ مدہ کی اصلی مقدار سے زائد ہو۔ یہ مد فرعی حروفِ مدہ میں بھی ہوتا ہے اور حروفِ لین میں بھی، لیکن اس کا پایا جانا سبب پر موقوف ہوتا ہے۔

❋ چنانچہ حروفِ مدہ میں تو یہ اس وقت ہوتا ہے جب ان کے بعد ہمزہ یا جزم یا تشدید والا حرف ہو

❋ اور حروفِ لین میں صرف اسی وقت ہوتا ہے جب ان کے بعد سکون ہو

مثالیں: مِنَ السَّمَآءِ، سُوْٓءٌ، سِيْٓـَٔتْ، قَالُوْٓا اِنَّمَا، اَلَّذِيْٓ اَطْعَمَهُمْ اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ، نَسْتَعِيْنُ۝[2]، مُفْلِحُوْنَ۝[2]، آٰلْـٰٔنَ، دَآبَّةٍ، الٓمٓ۝ حٰمٓ۝ عٓسٓقٓ۝ مِنْ خَوْفٍ۝[2] وَالصَّيْفِ۝[2] اور وَذَرُوا الْبَيْعَ[2] وغیرہ۔

دیکھو ان میں سے حروفِ مدہ کی مثالوں میں تو کسی حرفِ مد کے بعد ہمزہ ہے، کسی میں جزم

[1] سببِ مد تین ہیں:۔ ① ہمزہ ② سکون ③ تشدید۔ (تفصیل آگے متن میں آرہی ہے)۔
[2] مگر صرف وقف کی حالت میں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

والا حرف ہے اور کسی میں تشدید والا حرف۔ اور حروفِ لین کی سب مثالوں میں واؤ اور یاء کے بعد صرف جزم والا حرف ہی ہے۔ پس یہ سب کی سب مدفرعی کی مثالیں ہیں اور مدفرعی کی مقدار مداصلی سے تین چار گُنا زیادہ ہوتی ہے۔ چنانچہ قَالَ، قِيْلَ، قُوْلُوْا میں تو الف، واؤ اور یاء کو صرف ایک ہی الف کے برابر کھینچا جائے گا کیونکہ ان میں صرف مداصلی ہی ہے۔ اسلئے کہ ان میں حرفِ مد کے بعد نہ ہمزہ ہے نہ جزم والا حرف ہے اور نہ تشدید والا حرف اور مِنَ السَّمَآءِ، دَآبَّةٍ اور مِنْ خَوْفٍ۝ وغیرہ میں تین چار الف کے برابر مد کیا جائے گا۔ کیونکہ ان میں مدفرعی ہے۔

پھر یاد رکھو کہ مداصلی کی تو ایک ہی قسم ہے اور مدفرعی کی چار قسمیں ہیں۔ جن کے نام یہ ہیں: (۱) متصل (۲) منفصل (۳) لازم (۴) عارض۔ اب آیندہ سبق میں ان چاروں کی الگ الگ تعریف اور ہر ایک کی مثالیں لکھی جاتی ہیں۔ اچھی طرح سمجھنے کی کوشش کرو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بائیسواں سبق

مدفرعی کی قسمیں

یہ توتم اکیسویں سبق میں پڑھ ہی چکے ہو کہ اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا جزم یا تشدید والا اور حروفِ لین کے بعد جزم والا حرف ہو تو اس حرفِ مد اور حرفِ لین میں تین چار الف کے برابر مد کیا جاتا ہے۔ اس کو مد فرعی کہتے ہیں اور اس کی چار قسمیں ہیں:۔ ① متصل ② منفصل ③ لازم ④ عارض۔ ان کی تفصیل درج ذیل ہے:۔

مَدِّ مُتَّصِل

اگر تو حرفِ مدہ کے بعد ہمزہ بصورت سرا عین [ء] یعنی اس طرح لکھا ہوا ہو جیسے مِنَ السَّمَآءِ، سُوْٓءُ، سِيٓئَتْ، اُولٰٓئِكَ تو اس کو مد متصل کہتے ہیں اور اس کا دوسرا نام مد واجب بھی ہے۔

مَدِّ مُنْفَصِل

اور اگر حرفِ مد کے بعد ہمزہ الف کی صورت[1] میں لکھا ہوا ہو جیسے قَالُوْٓا اٰمَنَّا، فِیْٓ اَنْفُسِهِمْ، اِنَّآ اَنْزَلْنٰهُ، بِهٖٓ اِنَّهٗ اور اَمْرُهٗٓ اِذَا تو اس کو مد منفصل کہتے ہیں۔ اور اس کا دوسرا نام مد جائز ہے۔

مَدِّ لَازِم

اور اگر حرفِ مد کے بعد کوئی ایسا ساکن یا مشدد حرف ہو جو ہر وقت ساکن یا مشدد ہی پڑھا

[1] البتہ ھٰٓؤُلَآءِ میں باوجودیکہ ؤُلَآءِ کا پہلا ہمزہ الف کی صورت میں نہیں لکھا ہوا بلکہ واؤ کی صورت میں لکھا ہوا ہے، مگر اس پر بھی ھاء کا مد منفصل ہے۔ ہاں ایک بات یہ بھی یاد رکھو کہ اگر مد منفصل میں حرفِ مد پر وقف کر دیا جائے جیسے کوئی شخص مندرجہ بالا مثالوں میں قَالُوْا، فِیْ اور اِنَّا پر وقف کر دے تو اس صورت میں یہ مد نہ ہوگا۔ بلکہ حرفِ مد کو صرف ایک الف ہی کے برابر کھینچیں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتا ہو جیسے آلْـٰٔنَ، دَآبَّۃٍ، الٓمّٓ ○ دیکھو ان لفظوں میں پہلی مثال میں حرفِ مد کے بعد لام ایسا ساکن حرف ہے جو ہمیشہ ساکن ہی پڑھا جاتا ہے اور اس پر کبھی حرکت نہیں آتی، دوسری مثال میں حرفِ مد کے بعد با ایسا مشدد حرف ہے کہ یہ کبھی بھی تشدید کے بغیر نہیں پڑھا جاتا اور تیسری مثال میں دو ایسے حرف ہیں کہ ایک میں تو تشدید کی مثال ہے اور دوسرے میں ساکن کی تو اس سکون اور تشدید کی وجہ سے جو مد ہوتا ہے، اس کو مد لازم[1] کہتے ہیں۔

مَدِّ عَارِض (وَقْفِیْ)

اور اگر حرفِ مد کے بعد ایسا حرف ہو جو اصل میں تو متحرک ہو لیکن وقف کی وجہ سے ساکن پڑھا گیا ہو جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ ○ اور تُکَذِّبَانِ ○ کا نون۔ دیکھو ان مثالوں میں اگر وقف کریں تب تو اس نون کو ساکن پڑھیں گے۔ اور اگر ان کلموں کو مابعد سے ملا کر پڑھیں گے تو یہ نون متحرک پڑھا جائے گا، تو اس سکون کی وجہ سے جو مد ہوتا ہے اس کو مد عارض کہتے ہیں، لیکن یہ مد صرف وقف میں ہی ہوتا ہے اور وصل یعنی مابعد سے ملا کر پڑھنے کی صورت میں چونکہ یہ سکون نہیں رہتا بلکہ حرف متحرک ادا ہوتا ہے، اسلئے اس حالت میں یہ مد بھی نہیں ہوتا اور اسی لئے اس کو مد وَقْفِیْ بھی کہتے ہیں۔ یعنی وہ مد جو وقف کی وجہ سے ہوتا ہے۔

[1] پھر اس میں بھی تفصیل ہے کہ اگر یہ تشدید یا جزم والا حرف سورتوں کے شروع والے حروفِ مُقَطَّعات میں سے کسی حرف میں ہو جیسے الٓمّٓ، یٰسٓ، نٓ، قٓ وغیرہ میں ہے تو اس مد کو مدلازم حَرْفِی کہتے ہیں اور اگر ان کے علاوہ کسی اور کلمہ میں ہو جیسے آلْـٰٔنَ، دَآبَّۃٍ، حَآفِّیْنَ اور آمِّیْنَ وغیرہ میں ہے تو اس کو مدلازم کِلْمِی کہتے ہیں۔ پھر آگے ان کی دو دو قسمیں ہیں:۔ وہ اس طرح کہ اگر حرفِ مد کے بعد جزم والا حرف ہو تو اس کو مُخَفَّف اور اگر تشدید والا حرف ہو تو اس کو مُثَقَّل کہتے ہیں۔ پس مدلازم کی تفصیلی چار قسمیں ہیں:۔

1. مدلازم کلمی مثقل جیسے دَآبَّۃٍ
2. مدلازم کلمی مخفف جیسے آلْـٰٔنَ
3. مدلازم حرفی مثقل
4. مدلازم حرفی مخفف (ان دونوں کی مثالیں الٓمّٓ میں جمع ہیں اسلئے کہ اسمیں لام کا مد مثقل ہے اور میم کا مد مخفف) اگر ذہن اجازت دے اور دماغ بوجھ محسوس نہ کرے تو اس تفصیل کو بھی یاد کر لو ورنہ متن کی وضاحت ہی کافی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مَدِّ لِیْن (لَازِم وعَارِض)

پھر یہ بھی یاد رکھو جس طرح حرفِ مد کے بعد کبھی سکونِ لازم ہوتا ہے اور کبھی سکونِ عارض، اسی طرح حرفِ لین کے بعد بھی لازم اور عارض دونوں طرح کا سکون آتا ہے اور جس طرح حرفِ مد کے بعد سکونِ لازم ہو تو اس کے مد کو مد لازم اور سکونِ عارض ہو تو اس کے مد کو مد عارض کہتے ہیں، اسی طرح حرفِ لین کے بعد بھی اگر سکونِ لازم ہو تو وہ مد، مد لین لازم، اور اگر سکونِ عارض ہو تو مد لین عارض کہلاتا ہے۔ حرفِ لین کے بعد سکونِ عارض کی مثالیں تو قرآن میں بہت ہیں جیسے وَالصَّيْفِ ۝ مِنْ خَوْفٍ ۝ لَا ضَيْرَ، مِنْ شَيْءٍ اور اَلسَّوْءِ وغیرہ لیکن سکونِ لازم صرف سورہ مریم اور شوریٰ کے شروع میں حرفِ عین [عٓ] میں ہی آیا ہے۔ پس عین کے مد کو لین لازم اور وَالصَّيْفِ وغیرہ کی مد کو لین عارض کہتے ہیں۔

پھر یہ سمجھو کہ مد لازم میں تو مد زیادہ ہوتا ہے متصل اور منفصل میں اس سے کچھ کم۔ زیادہ کو طول اور کم کو توسط کہتے ہیں۔ مد عارض وقفی، مد لین لازم اور مد لین عارض، ان تینوں میں طول بھی جائز ہے، توسط بھی اور مد فرعی کا بالکل نہ کرنا بھی (اس کو قصر کہتے ہیں)۔

❋ ہاں مد عارض وقفی اور لین لازم میں تو طول بہتر ہے، پھر توسط کا اور پھر قصر کا درجہ ہے

❋ اور مد لین عارض میں اس کا الٹ ہے یعنی اس میں قصر بہتر ہے پھر توسط کا اور پھر طول کا مرتبہ ہے۔

نوٹ: یاد رکھو کہ حرفِ مد اور حرفِ لین کے قصر میں فرق ہے:۔

❋ حرفِ مد کا قصر تو یہ ہے کہ اس میں صرف ایک الف کے برابر مد کیا جائے

❋ اور حرفِ لین کا قصر یہ ہے کہ اس میں بالکل مد نہ کیا جائے

پس قُوْلُوْا کے واؤ اور قِيْلَ کی یاء میں تو ایک الف کے برابر مد کریں گے لیکن خَلَوْا کے واؤ اور غَيْرِ کی یاء میں بالکل مد نہیں کریں گے۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تئیسواں سبق

چند متفرق مسائل (پہلا حصہ)

عزیز طالبِ علمو! یہاں پہنچ کر تجوید کے اُن تینوں اجزاء کا بیان تمام ہوا جن کا ذکر چھٹے سبق میں کیا گیا تھا۔ یعنی حرفوں کے مخارِج، ان کی صفاتِ لازمہ اور صفاتِ عارضہ۔ اب دو سبقوں میں چند ایسے مسائل بیان کیے جا رہے ہیں جن کا تعلق کسی ایک مضمون سے نہیں ہے بلکہ وہ متفرق اور جدا جدا ہیں۔ یہ مسئلے بھی بہت ہی اہم اور انتہائی ضروری ہیں اور یوں سمجھو کہ ان کی حیثیت تجوید کے چوتھے جُزکی ہے۔ اسلئے ان کو بھی کامل توجہ اور پورے دھیان سے پڑھو۔ بلکہ ان کی طرف توجہ دینا اور بھی زیادہ ضروری ہے۔ اسلئے کہ ان میں سے ہر ایک مسئلہ ایک مستقل اور الگ مضمون کی حیثیت رکھتا ہے تو گویا یہ دو سبق بہت سے مضامین کا مجموعہ ہیں۔ اس مختصر سی تمہید کے بعد اب ذیل میں ان کو نمبروار بیان کیا جاتا ہے۔ شوق سے پڑھو اور یاد رکھو۔

١ اس سلسلے میں سب سے پہلی اور سب سے زیادہ ضروری بات یہ ہے کہ زیر اور پیش کو، ایسے ہی واوٗ اور یاء مدہ کو، ایسے ہی واوٗ لین اور یاء لین کو بھی معروف (باریک) ادا کرنا چاہیئے۔ اردو میں اگرچہ زیر اور پیش کو تو عام طور پر معروف ہی ادا کرتے ہیں جیسے اِس اور اُس کے ہمزہ کا زیر اور پیش، لیکن واوٗ اور یاء بعض موقعوں میں معروف ادا ہوتے ہیں اور بعض موقعوں میں مجہول۔ چنانچہ نور کی واوٗ اور جمیل کی یاء تو معروف ادا ہوتی ہے، مور کا واوٗ اور درویش کی یاء مجہول۔ اور ان لفظوں کا صحیح تلفظ ہے بھی یہی۔ لیکن قرآن مجید میں بلکہ عربی زبان میں واوٗ مجہول اور یاء مجہول کا وجود نہیں۔ اس میں یہ دونوں معروف ہی ادا ہوتے ہیں ایسے ہی اردو میں واوٗ لین اور یاء لین تو مجہول پڑھے جاتے ہیں جیسے "اَور" کا واوٗ اور "غَیر" کی یاء، لیکن کلام عرب میں یہ دونوں معروف ہی ادا ہوتے ہیں، مجہول قطعاً نہیں پڑھے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

جاتے۔ جیسے قَوْلٌ، مِنْ خَوْفٍ ○، قَوْمَهُمْ اور يَـٰئَوْنَ وغیرہ کا واؤ اور مِنْ شَیْءٍ، بِالْخَیْرِ اور یَرْضَیْنَ وغیرہ کی یاء۔

۲ تشدید والے حرف کو دبا کر اور اس میں دو حرفوں جتنی دیر لگا کے ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ اگر ایسا نہ کیا جائے تو تشدید ادا ہونے سے رہ جاتی ہے اور یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔ جیسا کہ آگے سبق نمبر ۲۷ کے ضمن میں اسکا ذکر آرہا ہے خصوصاً جہاں تشدید والے دو یا تین حرف ساتھ ساتھ ہوں جیسے دُرِّیٌّ، ذُرِّیَّتَهُ، نُجِّی یَّغْشٰهُ وہاں اس بات کا اور بھی زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔ کیونکہ ایسے موقعہ میں اس غلطی کا احتمال زیادہ ہوتا ہے اور کوئی نہ کوئی تشدید ادا ہونے سے رہ جاتی ہے۔

۳ جزم والے حرف کو جماؤ کے ساتھ اس طرح ادا کرنا چاہیئے کہ اس کی آواز مخرج میں بند ہو جائے اور ہلنے نہ پائے۔ کیونکہ آواز کے ہلنے سے اس میں حرکت کا کچھ اثر آجاتا ہے۔ البتہ اگر جزم والا حرف قُطْبُ جَدٍّ کے پانچ حرفوں میں سے کوئی ہو تو اس کے ادا کرتے وقت آواز ہلانی چاہیئے اور اس ہلانے کو قلقلہ کہتے ہیں جس کا ذکر صفاتِ لازمہ کے سلسلہ میں آچکا ہے۔ پس حروفِ قلقلہ میں تو آواز کا ہلانا ضروری ہے اور باقی حرفوں میں نہ ہلانا۔

۴ اگر زبر والے حرف کے بعد الف، زیر والے حرف کے بعد یاء مدہ اور پیش والے حرف کے بعد واؤ مدہ نہ ہو جیسے اَلْمُسْتَقِیْمَ کی میم، اَلْمَغْضُوْبِ کی باء اور نَعْبُدُ کی دال تو ایسی صورت میں زبر، زیر، پیش کو کھینچنا نہیں چاہیئے۔ ایسے ہی اگر پیش والے حرف کے بعد واؤ مشدد اور زیر والے حرف کے بعد یاء مشدد ہو جیسے عَدُوٌّ اور سَوِیًّا وغیرہ تب بھی زیر اور پیش کے کھینچنے سے بچنا چاہیئے خصوصاً وقف کرتے وقت اس بات کا اور بھی زیادہ خیال رکھنا چاہیئے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چوبیسواں سبق

چند متفرق مسائل (دوسرا حصہ)

۵ اگر جزم والے حرف کے بعد تشدید والا حرف ہو تو پہلے حرف کا دوسرے حرف میں ادغام کرنا یعنی پہلے حرف کو دوسرے حرف میں ملا کر دونوں کو ایک مشدد حرف کی طرح ادا کرنا ضروری[1] ہوتا ہے۔ خواہ یہ دونوں حرف ایک ہی طرح کے ہوں۔ جیسے اِذْ ذَّهَبَ میں دو ذال اور قَدْ دَّخَلُوْا میں دو دال۔ اور خواہ پہلا حرف کوئی اور ہو اور دوسرا کوئی اور۔ جیسے قَدْ تَّبَيَّنَ کہ اس میں پہلا حرف دال ہے اور دوسرا تاء اور جیسے قُلْ رَّبِّ کہ اس میں پہلا حرف لام ہے اور دوسرا راء۔ لیکن اگر پہلا حرف طاء ہو[2] اور دوسرا تاء، تو اس صورت میں پہلے کو دوسرے سے پوری طرح نہیں بدلتے بلکہ اس طرح پڑھتے ہیں کہ پہلے طاء کو بغیر قلقلہ کے پُر اور پھر تاء کو باریک ادا کرتے ہیں۔ اور چونکہ اس کا ادا کرنا کچھ مشکل ہے اس لئے استاذ سے اس کی اچھی طرح مشق کر لینی چاہیئے۔

۶ تم دیکھتے ہو گے کہ بعض موقعوں میں دو لفظوں کے درمیان الگ سے ایک چھوٹا سا نون لکھا رہتا ہے جسکے نیچے زیر ہوتا ہے اور اسکے بعد دوسرے لفظ کے شروع میں ہمزہ بصورت الف ہوتا ہے جیسے قَدِيْرُ ۨ الَّذِي، مُنِيْبِ ۨ ادْخُلُوْهَا اس نون کو "نونِ قُطْنِي" کہتے ہیں۔ اس کا قاعدہ بھی سمجھ لینا چاہیئے اور وہ یہ ہے کہ ان دونوں لفظوں کو ملا کر پڑھیں

[1] خواہ اس پر جزم کی علامت ہو جس کی مثالیں متن میں درج ہیں اور خواہ نہ ہو جیسے اَلرَّحْمٰنُ ۝ اور اَلشَّمْسُ وغیرہ۔

[2] مگر اس قسم کے سارے قرآن کریم میں صرف یہی چار لفظ پائے گئے ہیں جو جدول میں درج ہیں:۔

شمار	الفاظ	پارہ : رکوع	سورۃ : آیت
۱	بَسَطْتَّ	۶ : ۹	مائدہ : ۲۸
۲	فَرَّطْتُّمْ	۱۳ : ۴	یوسف : ۸۰
۳	اَحَطْتُّ	۱۹ : ۱۷	نمل : ۲۲
۴	فَرَّطْتُّ	۲۴ : ۳	زمر : ۵۶

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تب تو وہ چھوٹا سا نون پڑھنے میں آتا ہے اور دوسرے لفظ کے شروع والا ہمزہ پڑھنے میں نہیں آتا۔ چنانچہ اوپر کی مثالوں میں ان کا یہی تلفظ لکھا گیا ہے۔ اور اگر پہلے کلمہ پر وقف کر کے دوسرے کلمہ کو نئے سانس میں پڑھیں تو پھر یہ نون تو پڑھنے میں نہیں آتا اور ہمزہ پڑھا جاتا ہے یعنی اس طرح پڑھتے ہیں: قَدِيْرُ ۝ اَلَّذِيْ اور مُنِيْبٍ ۝ اُدْخُلُوْهَا۔

اور بعض موقعوں پر نون سے پہلے والے لفظ کے آخر میں الف بھی لکھا رہتا ہے۔ جیسے فَخُوْرَنِ ا ۝ الَّذِيْنَ اور خَيْرَنِ ا الْوَصِيَّةُ اس کا قاعدہ یہ ہے کہ اگر دونوں کو ملا کر پڑھیں تو اس صورت میں نون تو پڑھا جائے گا اور اس کے دائیں بائیں جو الف اور ہمزہ ہیں یہ دونوں نہیں پڑھے جائیں گے۔ یعنی اس طرح پڑھیں گے: فَخُوْرَنِ ۝ لَّذِيْنَ اور اگر پہلے کلمہ پر وقف کر کے دوسرے کلمہ کو نئے سانس میں پڑھیں گے تو اس صورت میں الف اور ہمزہ یہ دونوں تو پڑھے جائیں گے اور نون نہیں پڑھا جائیگا۔ یعنی اس طرح پڑھیں گے: فَخُوْرًا ۝ اَلَّذِيْ، خَيْرًا اَلْوَصِيَّةُ۔ اس قاعدہ کو اچھی طرح سمجھ لو کیونکہ بعض لوگ ملا کر پڑھنے کی صورت میں الف اور نون دونوں کو ہی پڑھ دیتے ہیں جو غلط ہے۔

نوٹ: سورہ اخلاص یعنی قُلْ هُوَ اللّٰهُ میں اگر اَحَدٌ پر وقف نہ کریں اور اس کو اَللّٰهُ الصَّمَدُ سے ملا کر پڑھیں تو اگرچہ وہاں اَحَدٌ اور اَللّٰهُ کے درمیان چھوٹا سا نون لکھا ہوا تو نہیں ہے لیکن پڑھنے کا طریقہ اس کا بھی وہی ہے جو قَدِيْرُ ۝ اِلَّذِيْ وغیرہ کا ہے۔ یعنی اس طرح پڑھیں گے: اَحَدُ ۝ اِللّٰهُ الصَّمَدُ۔ یہ مسئلہ یہاں اسلئے بیان کیا ہے کہ بعض لوگ اس طرح پڑھنے والوں سے خواہ مخواہ جھگڑا کیا کرتے ہیں۔ ہاں چونکہ اَحَدٌ ۝ پر آیت ہے، اسلئے اس پر وقف کر کے اَللّٰهُ الصَّمَدُ کو نئے سانس میں پڑھنا زیادہ بہتر ہے اور اس صورت میں نون نہیں پڑھا جائے گا۔ اسی لئے یہاں نہیں لکھا ہوا۔

٧ تم دیکھتے ہو گے کہ بعض سورتوں کے شروع میں اسطرح کے کچھ حروف لکھے ہوئے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں: الٓمّٓ ○ الٓمّٓصٓ ○ الٓمّٓرٰ ○ اور کٓھٰیٰعٓصٓ ○ وغیرہ تو یاد رکھو کہ ان کا تلفظ اس طرح نہیں جس طرح کہ یہ لکھے ہوئے ہیں بلکہ یہ حروف الگ الگ اور پورے پورے پڑھے جاتے ہیں۔ جس طرح کہ قاعدہ میں حروفِ تہجی کا تلفظ پڑھ چکے ہو۔ مثلاً الٓمّٓ ○ کا تلفظ اس طرح ہوگا: اَلِفْ لَآمْ مِّیْمْ۔ اور کٓھٰیٰعٓصٓ ○ کا تلفظ اس طرح ہوگا: کَافْ ھَا یَا عَیْنْ صَآدْ۔

پھر یہ بھی یاد رکھو کہ ان میں سے جن حرفوں پر مد کی علامت بنی ہوئی ہے ان میں مد بھی ہوتا ہے اور ایسے ہی جن حرفوں میں ادغام یا اخفاء کا قاعدہ پایا جاتا ہے ان میں ادغام اور اخفاء بھی ہوتا ہے جیسا کہ الٓمّٓ میں مد اور ادغام کا اور عٓسٓقٓ میں اخفاء اور مد کا قاعدہ پایا جاتا ہے۔ ان تمام حرفوں کا تلفظ استاذ سے اچھی طرح سیکھ لو تاکہ پڑھنے میں غلطی نہ ہو۔

سوالات

۵۵ مد کی کتنی قسمیں ہیں اور کیا کیا ہیں، ہر ایک کی تعریف بھی بیان کرو؟

۵۶ مد اصلی کی کتنی قسمیں ہیں اور مد فرعی کی کتنی؟

۵۷ مد فرعی کی چاروں قسموں کی الگ الگ تعریف بیان کرو اور مثالیں بھی دو؟

۵۸ مد لازم کی کتنی اور کیا کیا قسمیں ہیں۔ مثالیں بھی بیان کرو؟

۵۹ مد فرعی حروفِ مدہ میں کب ہوتا ہے اور حروفِ لین میں کب۔ مثال دے کر سمجھاؤ؟

۶۰ زیر و پیش، واؤ و یاء مدہ اور واؤ و یاء لین کا تلفظ کر کے بتاؤ؟

۶۱ تشدید والے حرف کو ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۶۲ جزم والے حرف کو کس طرح ادا کرنا چاہیے؟

۶۳ جزم والے حرف کے بعد تشدید والا حرف ہو تو کس طرح پڑھا جاتا ہے؟

۶۴ اگر جزم والی طاء کے بعد تاء ہو تو اس کا تلفظ کیسے کیا جاتا ہے؟

۶۵ کون سا الف پڑھا جاتا ہے اور کون سا نہیں پڑھا جاتا؟

۶۶ الٓمّٓ اور کٓھٰیٰعٓصٓ وغیرہ کو کیا کہتے ہیں اور ان کے ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پچیسواں سبق

چند خاص الفاظ

گزشتہ دوسبقوں میں چند متفرق مسائل بیان کیے گئے تھے اور اب اس سبق میں چند خاص الفاظ درج کیے جارہے ہیں جو لکھے ہوئے اور طرح ہیں، پڑھے اور طرح جاتے ہیں۔ ان کو یاد رکھنا بھی ضروری ہے۔ اس لئے کہ اگر ان کو اس طرح پڑھا جائے گا جس طرح کہ یہ لکھے ہوئے ہیں تو یہ انتہائی غلط سمجھے جائیں گے۔ لہٰذا ان کو اس طرح پڑھنا ضروری ہے جس طرح کہ ذیل میں ان کے بارے میں ہدایات دی جارہی ہیں۔

۱ یاد رکھو کہ یَبْصُۜطُ سورۂ بقرہ: ۲۴۵، بَصْۜطَةً سورۂ اعراف: ۶۹، اَلْمُصَۜيْطِرُوْنَ سورۂ طور: ۳۷، بِمُصَۜيْطِرٍ سورۂ غاشیہ: ۲۲، یہ چار لفظ لکھے ہوئے تو صاد کیساتھ ہیں اور ان پر چھوٹا سا سین بھی بنا رہتا ہے، لیکن ان کے پڑھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ پہلے دو یعنی:-

- یَبْصُۜطُ اور بَصْۜطَةً میں تو صرف سین ہی پڑھنا چاہیے
- اَلْمُصَۜيْطِرُوْنَ○ میں سین پڑھنا بھی جائز ہے اور صاد پڑھنا بھی
- اور بِمُصَۜيْطِرٍ میں سین پڑھنا جائز نہیں صاد پڑھنا ہی ضروری ہے۔

۲ ایسے ہی پانچ کلمے قرآن مجید میں لکھے ہوئے تو لام الف کے ساتھ ہیں یعنی اس طرح لکھا ہوا ہے: لَا لیکن پڑھے جاتے ہیں: لَ (یعنی لام کے بعد والا الف پڑھنے میں نہیں آتا)۔ وہ کلمے یہ ہیں:- ① لَاْ اِلَى اللّٰهِ (آل عمران: ۱۵۸) ② لَاْ اَوْضَعُوْا (توبہ: ۴۷) ③ لَاْ اَذْبَحَنَّهٗ (نمل: ۲۱) ④ لَاْ اِلَى الْجَحِيْمِ○ (صافات: ۶۸) ⑤ لَاْ اَنْتُمْ (حشر: ۱۳)۔

۳ ایسے ہی اَفَاْئِنْ دو جگہ (آل عمران: ۱۴۴، اور سورۂ انبیاء: ۳۴)، مَلَاْئِهٖ جہاں بھی آئے، لفظ مِاْئَةٍ اور مِاْئَتَيْنِ ہر جگہ، لِشَاْیْءٍ (سورۂ کہف: ۲۳)، وَجِاْیْٓءَ دو جگہ (زمر: ۶۹،

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

نمبر:۲۳)۔ ان میں فاء، لام، میم، شین اور جیم کے بعد جو الف لکھا ہوا ہے وہ پڑھنے میں نہیں آتا۔

۴ ایک قاعدہ لفظ لَا تَاْمَنَّا (سورہ یوسف:۱۱) کے متعلق ہے۔ وہ یہ ہے کہ اس میں نون کے غنہ کو ادا کرتے وقت ذرا سی دیر کیلئے ہونٹوں کو گول کر لینا چاہیئے۔ جس طرح کہ پیش ادا کرنے کیلئے کیے جاتے ہیں۔ اس کو اشمام کہتے ہیں۔

۵ چوبیسویں پارہ کے ختم کے قریب لفظ ءَاَعْجَمِيٌّ کے دوسرے ہمزہ میں تسہیل ہے یعنی اس کو نرم کر کے ادا کرنا چاہیئے۔ تسہیل کے یہی معنیٰ ہیں۔ بس اس ایک لفظ کے سوا اور کسی ہمزہ میں تسہیل نہیں ہے۔

۶ بارھویں پارہ (سورہ ہود:۴۱) میں لفظ مَجْرٖىهَا کی راء میں امالہ ہے یعنی اس کی راء کا تلفظ بالکل اسی طرح کرنا چاہیے جس طرح کہ اردو میں ہمارے، قطرے اور سویرے کی راء کا تلفظ کیا جاتا ہے۔ سارے قرآن مجید میں امالہ صرف اسی ایک لفظ میں ہے۔

۷ چھبیسویں پارہ میں (سورہ حجرات کی آیت:۱۱) میں ایک لفظ ہے: بِئْسَ الْاِسْمُ سو یاد رکھو کہ اس میں لام کے دائیں بائیں جو دو ہمزے لکھے ہوئے ہیں وہ پڑھنے میں نہیں آتے اور اس لفظ کے پڑھنے کا قاعدہ یہ ہے کہ بِئْسَ کی سین کو تو مفتوح پڑھتے ہیں پھر اسکے بعد لام کو مکسور اور اس لام کو اِسْمُ کے سین سے ملا کر پڑھتے ہیں۔

نوٹ: ان الفاظ کو اچھی طرح یاد کر لو اور تلاوت کرتے وقت ان کا خیال رکھو۔ تاکہ تلاوتِ قرآن میں غلطی نہ ہو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھبیسواں سبق

چند ضروری ہدایات

اس سبق میں چند ہدایات درج کی جارہی ہیں۔ تلاوت کرتے وقت ان کو پیش نظر رکھنا بھی ضروری ہے:۔

[۱] یاد رکھو کہ جب دو حرفِ حلقی جمع ہوں جیسے فَسَبِّحْهُ اور نُوْحُ اهْبِطْ میں حاء وھاء، اِنَّ اللّٰهَ عَهِدَ میں ھاء وعین اور فَاصْفَحْ عَنْهُمْ میں حاء وعین۔ ایسے ہی جب دو حرف اس طرح کے جمع ہوں جن کی آوازیں ملتی جلتی ہیں جیسے اَنْقَضَ ظَهْرَكَ میں ضاد وظاء، مِيْرَاثُ السَّمٰوٰتِ میں ثاء وسین، اِذْ زَيَّنَ میں ذال وزاء، اِذِ الظّٰلِمُوْنَ میں ذال وظاء اور اَلَيْسَ الصُّبْحُ میں سین وصاد وغیرہ تو ہر حرف کو خوب صاف صاف اور ایک دوسرے سے ممتاز کر کے ادا کرنا چاہیئے کیونکہ خیال نہ رکھنے سے بعض دفعہ کچھ ایسا خلط ملط سا ہو جاتا ہے کہ دونوں حرف الگ الگ اور صاف صاف ادا نہیں ہوتے۔

[۲] جب کسی باریک حرف کے بعد پُر حرف آئے جیسے وَلْيَتَلَطَّفْ میں دوسرا لام اور طاء، مَخْمَصَةٍ میں میم وخاء اور میم وصاد، اَللّٰهُ میں ہمزہ اور لام

یا پُر حرف پہلے ہو اور باریک بعد میں جیسے ظَلَمَ میں ظاء ولام، غَفَرَ میں غین وفاء، اِنَّ اللّٰهَ میں لام، الف اور ھاء تو ایسی صورت میں اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ پُر پُر اور باریک باریک ادا ہو۔ خیال نہ رکھنے سے بعض دفعہ پہلے حرف کا دوسرے میں، یا دوسرے کا پہلے میں کچھ اثر آجاتا ہے۔ اور پُر حرف کی وجہ سے باریک پُر، یا باریک حرف کی وجہ سے پُر حرف باریک ادا ہو جاتا ہے خصوصاً پُر حرف کی وجہ سے باریک کا پُر ہو جانا تو بہت ہی عام ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۳ ہمزہ خواہ متحرک ہو خواہ ساکن، اس کو سختی اور جھٹکے کے ساتھ ادا کرنا چاہیئے۔ کیونکہ خیال نہ رکھنے سے بعض دفعہ یہ کچھ نرم سا ادا ہو جاتا ہے بلکہ بعض دفعہ تو بالکل حذف ہی ہو جاتا ہے خصوصاً جہاں دو ہمزے جمع ہوں جیسے ءَاَنْذَرْتَهُمْ، اَئِنَّكَ اور ءَاُنْزِلَ تو وہاں اس بات کا اور بھی زیادہ خیال رکھنا چاہیئے کہ دونوں سخت ادا ہوں البتہ ءَاَعْجَمِيٌّ میں دوسرے ہمزہ کو نرم پڑھنا ضروری ہے۔ جیسا کہ اس کا ذکر گزشتہ سبق میں بھی آچکا ہے۔

ایسے ہی اگر ہمزہ حرفِ ساکن کے بعد ہو جیسے قَدْ اَفْلَحَ اور اِنَّ الْاِنْسَانَ وغیرہ تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ حرفِ ساکن کا سکون کامل اور ہمزہ خوب صاف ادا ہو، کیونکہ خیال نہ رکھنے سے بعض دفعہ ہمزہ تو حذف ہو جاتا ہے اور اس سے پہلے والا حرف متحرک ادا ہو جاتا ہے۔

۴ حروفِ قلقلہ اگر ساکن ہوں تو قلقلہ پورے خیال سے کرنا چاہیئے۔ اور اگر ان پر وقف کیا جائے تو اس صورت میں قلقلہ ادا کرنے کا اور بھی زیادہ اہتمام کرنا چاہیئے۔ جیسے حَرِيْقْ ○ مَجِيْدْ ○ مُنِيْبْ ○ مُحِيْطْ ○ اِقْرَاْ وغیرہ۔

۵ اگر میم ساکن کے بعد واؤ یا فاء ہو جیسے بِهِمْ وَيَمُدُّهُمْ فِيْ تو اس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ پہلے میم کی ادائیگی کیلئے ہونٹ آپس میں ملیں اور پھر واؤ کی ادائیگی کے لئے گول ہوں بعض دفعہ خیال نہ رکھنے سے ہونٹ ملنے سے پہلے ہی گول ہو جاتے ہیں۔ اور ایسے ہی اوپر کے دانت نیچے کے ہونٹ سے مل جاتے ہیں جس سے میم کے بجائے واؤ اور فاء ادا ہو جاتے ہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ستائیسواں سبق

قواعدِ تجوید کا خیال نہ رکھنے سے کس کس طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں

عزیز بچو یہاں تک تجوید کے تمام ضروری مسائل بیان ہو چکے ہیں۔ چنانچہ حرفوں کے مخارج، ان کی صفاتِ لازمہ، حرکات، جزم اور تشدید وغیرہ کے ادا کرنے کا طریقہ، یہ سب چیزیں خدا کے فضل وکرم سے بیان ہو چکی ہیں۔ اُمید ہے کہ تم نے یہ مسائل اچھی طرح سمجھ کر پڑھے ہوں گے اور یاد بھی کر لیئے ہوں گے۔ بس انہی قواعد کے موافق تلاوت کرنے کو تجوید کہتے ہیں اور اگر پڑھنے میں ان قواعد کا خیال نہ رکھا جائے مثلاً کسی حرف کو اس کے صحیح مخرج سے نہ نکالا جائے یا ان کی صفات ادا نہ کی جائیں، یا حرکت، جزم اور تشدید کو قاعدہ کے موافق ادا نہ کیا جائے تو اس کو قاریوں کی بول چال میں لَحْن کہتے ہیں۔ لحن کے معنیٰ غلطی اور غلط پڑھنے کے آتے ہیں۔ قواعد تجوید کا خیال نہ رکھنے سے پڑھنے میں عام طور پر جو غلطیاں ہوتی ہیں وہ یہ ہیں:۔

[١] کبھی ایسا ہوتا ہے کہ ایک حرف کے بجائے دوسرا حرف ادا ہو جاتا ہے۔ جیسے کوئی شخص اَلْحَمْدُ کو اَلْهَمْدُ یا صٰلِحِیْنَ کو سٰلِحِیْنَ پڑھ دے۔ یہ غلطی یا تو حرف کو اسکے صحیح مخرج سے ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے یا صفاتِ لازمہ کی رعایت نہ رکھنے سے۔ چنانچہ اَلْحَمْدُ کو اَلْهَمْدُ پڑھنے کی غلطی تو حاء کو اسکے صحیح مخرج سے ادا نہ کرنے کی وجہ سے ہوتی ہے اور صٰلِحِیْنَ کو سٰلِحِیْنَ پڑھنے کی غلطی صاد کی صفتِ استعلاء واطباق کے ادا نہ کرنے کی وجہ سے۔

[٢] کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حرف ادا نہ ہونے سے رہ جاتا ہے۔ یہ غلطی عموماً حرفِ مد اور تشدید والے حرف کا خیال نہ رکھنے کی وجہ سے ہوتی ہے۔ جیسے کوئی مٰلِكِ کو مَلِكِ یعنی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بغیر الف کے پڑھ دے یا مثلاً مُسۡتَقِرٌّ کی راء کو دبا کر اور اس میں دو حرفوں جتنی دیر لگا کر ادا نہ کرے۔

۳ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی حرف زیادہ ادا ہو جاتا ہے۔ یہ غلطی عام طور پر یا تو حرکتوں کو ان کی مقدار سے زیادہ کھینچ دینے کی وجہ سے ہوتی ہے اور یا غیر مشدد حرف کو دبا کر اور اس میں زیادہ دیر لگا دینے کی وجہ سے۔ جیسے کوئی شخص نَعۡبُدُ کے عین کو دبا کر پڑھے جس سے وہ مشدد ہو جائے۔

۴ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ زیر، زبر، پیش اور جزم میں ایک چیز کی بجائے دوسری چیز ادا ہو جاتی ہے۔ جیسے کوئی شخص اَنۡعَمۡتَ کے نون پر بجائے جزم کے زبر پڑھ لے۔

۵ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ صفاتِ عارضہ ادا ہونے سے رہ جاتی ہیں۔ جیسے کوئی شخص زبر یا پیش والی راء کو پُر نہ پڑھے یا وہ غنہ جس کی مقدار ایک الف بتائی گئی ہے، اس کو چھوڑ دے یا حرفِ مد کے بعد ہمزہ یا جزم یا تشدید والا حرف ہونے کی صورت میں مد فرعی نہ کرے یا زبر و پیش کو مجہول اور موٹی آواز کے ساتھ ادا کرے یا جزم والے حرف میں ذرا سی آواز ہلا دے[1]، وغیرہ وغیرہ۔

پھر یہ بھی یاد رکھو کہ جو غلطیاں نمبر ایک تا نمبر چار کے ذیل میں بیان کی گئی ہیں یعنی ایک حرف کی بجائے دوسرے حرف کا ادا ہو جانا، کسی حرف کا ادا ہونے سے رہ جانا، کسی حرف کا زیادہ ہو جانا، زبر زیر پیش اور جزم میں ایک چیز کی بجائے دوسری چیز کا ادا ہو جانا، یہ تو لحن جلی کہلاتی ہیں۔ اور صفاتِ عارضہ کے ادا نہ ہونے سے جو غلطیاں ہوتی ہیں ان کو لحن خفی کہتے

[1] پس اگر حرکتوں کو مجہول ادا کیا جائے یا ساکن حرف کی آواز معمولی سی ہل جائے تو یہ لحن خفی ہے۔ لیکن ایک حرکت کی بجائے دوسری حرکت، یا حرکت کی بجائے جزم، یا جزم کی بجائے حرکت ادا ہو جائے تو یہ لحن خفی نہیں بلکہ لحن جلی ہے۔ اس فرق کو اچھی طرح ذہن نشین کر لو۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ہیں۔ لحن جلی کے معنیٰ کھلی اور واضح غلطی کے اور لحن خفی کے معنیٰ باریک اور ہلکی غلطی کے ہیں۔ اگرچہ لحن خفی، لحن جلی کی نسبت ہلکی اور کم درجہ کی غلطی ہے لیکن بچنا اس سے بھی ضروری ہے کیونکہ قرآن مجید کے حرفوں کی زینت اور ان کا حُسن اس کی وجہ سے بھی کم ہو جاتا ہے اور تجوید کا کامل درجہ یہی ہے کہ دونوں قسم کی غلطیوں سے بچا جائے۔ اور ان غلطیوں کے یہاں ذکر کرنے سے مقصود بھی یہی ہے کہ تمہارے اندر غلط پڑھنے سے بچنے اور صحیح پڑھنے کا احساس اور تیز ہو جائے، کیونکہ اگر مٹھاس کے ساتھ کڑواہٹ کا مزہ بھی چکھا دیا جائے تو اس سے کڑواہٹ سے نفرت اور مٹھاس سے رغبت اور بڑھ جاتی ہے۔

الحمدللہ کہ یہاں پہنچ کر تجوید کی بحث ختم ہوئی اور اب آئندہ باب میں وقف کے احکام بیان کیے جائیں گے۔ انشاء اللہ

سوالات

۶۷ وہ الفاظ کون سے ہیں جو لکھے ہوئے تو صاد کیساتھ ہیں اور پڑھے سین کیساتھ جاتے ہیں؟

۶۸ وہ الفاظ کون سے ہیں جن میں ایک الف زائد لکھا ہوا ہے جو پڑھنے میں نہیں آتا؟

۶۹ ءَاَعْجَمِیٌّ، لَا تَاْمَنَّا، مَجْرٖىهَا اور بِئْسَ الِاسْمُ کے پڑھنے کا کیا قاعدہ ہے؟

۷۰ وہ ہدایات کیا ہیں جن کا پڑھتے وقت خاص طور پر خیال رکھنا چاہیئے۔ نمبروار بیان کرو؟

۷۱ پڑھنے میں عام طور پر کس کس طرح کی غلطیاں ہوتی ہیں اور کیوں ہوتی ہیں؟

۷۲ بھاری غلطیاں کون کون سی ہیں اور ہلکی کون کون سی۔ مثال دیکر سمجھاؤ؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تیسرا باب

چوتھی اور پانچویں چیز... یعنی وقف کے احکام

عزیز طالب علمو! پچھلے سبق میں تم پڑھ چکے ہو کہ قرآن پاک کی تلاوت کرتے وقت قواعد تجوید کے ساتھ قواعد وقف کی پابندی کرنی بھی ضروری ہے اور اسکے دو حصے ہیں :۔ایک یہ کہ وقف کیسے کرنا چاہیئے اور دوسرا یہ کہ کہاں کرنا چاہیئے۔ بس آیندہ دو سبقوں میں یہی دو چیزیں اسی ترتیب سے بیان کی جائیں گی۔

اٹھائیسواں سبق

وقف کی اہمیت اور وقف کرنے کا طریقہ

وقف کی اہمیت

جس طرح قرآن مجید کا تجوید کے ساتھ یعنی صحیح پڑھنا ضروری ہے، اسی طرح یہ بھی ضروری ہے کہ جب تلاوت کرنے والا کسی جگہ پر وقف کرنے (یعنی ٹھہرنے) کا ارادہ کرے تو وہ دو باتوں کا خیال رکھے :۔

- ایک یہ کہ وقف کسی ایسی جگہ پر کرے جہاں وقف کی کوئی معتبر علامت ہو
- دوسری یہ کہ قاعدہ اور طریقہ کے موافق کرے

لہٰذا جس طرح تجوید کے مسائل کا سیکھنا ضروری ہے، اسی طرح وقف کے مسائل کا سیکھنا بھی ضروری ہے۔ کیونکہ علم تجوید کے حاصل کرنے سے تو قرآن مجید کو صحتِ لفظی کے ساتھ پڑھنے کا طریقہ معلوم ہوتا ہے اور وقف کے مسائل سیکھنے سے وقف کرنے کا طریقہ اور اس کا موقعہ ومحل معلوم ہوتا ہے۔ اسلیۓ تجوید کی کتابوں میں مسائل تجوید کے بعد وقف کے مسائل

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بھی بیان کیے جاتے ہیں۔ تاکہ جو شخص اس کتاب کے ذریعہ حرفوں کے صحیح ادا کرنے کا طریقہ سیکھے وہ یہ بھی جان لے کہ وقف کہاں کرنا چاہیئے اور کیسے کرنا چاہیئے۔ اس لئے اس رسالہ میں یہ بھی دو باتیں نہایت اختصار کے ساتھ اور بہت ہی آسان پیرائے میں بیان کی گئی ہیں۔ توجہ سے پڑھو اور یاد بھی رکھو۔

وقف کرنے کا طریقہ

یاد رکھو کہ قاریوں کی بول چال میں وقف کے معنٰی ہیں:۔

کسی کلمہ کے آخری حرف پر سانس اور آواز توڑ کر تھوڑی دیر کیلئے ٹھہر جانا اور اگر وہ حرف متحرک ہو تو اس کو ساکن کر دینا

اب اگر اس کلمہ کے آخری حرف پر ایک زبر یا ایک زیر یا ایک پیش یا دو زیر یا دو پیش ہوں جیسے اَلْعٰلَمِیْنَ ○ اَلرَّحِیْمِ ○ نَسْتَعِیْنُ ○ مَرِیْجٍ ○ عَلِیْمٌ ○ وغیرہ یا اس کلمہ کا آخری حرف وہ ھاء ہو جس کے اوپر الٹی پیش یا اسکے نیچے کھڑی زیر ہوتی ہے جیسے وَرَسُوْلُهٗ مِنْ رَّبِّهٖ وغیرہ تو ان چھیوں صورتوں میں اس حرف کو ساکن کر کے اس پر سانس اور آواز توڑ دو۔

اگر اس کلمہ کے آخری حرف پر دو زبر ہوں جیسے قَدِيْرًا ○ بَصِيْرًا ○ بَشِيْرًا ○ بِنَآءً وغیرہ تو ایسے کلموں پر وقف کرتے وقت دو زبر کے تنوین یعنی نون کی آواز کو الف سے بدل کر سانس اور آواز توڑ دو اور اسطرح پڑھو: قَدِيْرَا ○ بَشِيْرَا ○ بَصِيْرَا ○ بِنَآءَا

اگر اس کلمہ کا آخری حرف وہ ھاء ہو جس پر دو نقطے ہوتے ہیں، جیسے نِعْمَةٌ، رَحْمَةٌ، اَلْبَيِّنَةُ ○ اور زَكٰوةً وغیرہ تو ایسے کلموں پر وقف کرتے وقت اس تاء کو ھائے ساکنہ سے بدلکر اس پر سانس اور آواز توڑ دو اور اس طرح پڑھو: نِعْمَهْ، رَحْمَهْ، اَلْبَيِّنَهْ، زَكٰوهْ۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور اگر کلمہ کا آخری حرف پہلے ہی سے ساکن ہو، خواہ اس پر جزم کی علامت ہو، جیسے عَلَيْكُمْ، قَالُوا، اَلَّذِيْ اور اٰمَنْتُ وغیرہ اور خواہ نہ ہو جیسے اٰمَنَّا، اَنْفُسَنَا اور يُحْيِ وغیرہ تو ایسے کلموں پر صرف سانس اور آواز توڑ دینے سے ہی وقف ہو جاتا ہے۔ کوئی اور عمل نہیں کرنا پڑتا۔

نوٹ: اس بات کو خوب یاد رکھو کہ وقف صحیح اور قاعدہ کے موافق وہی سمجھا جائے گا جس میں یہ تین باتیں پائی جائیں گی:-

۱ حرفِ متحرک کا ساکن کرنا

۲ آواز کا توڑ دینا

۳ سانس کا توڑ دینا

لہٰذا اگر ان میں سے کوئی ایک بات بھی پائی جانے سے رہ جائے گی تو وقف غلط سمجھا جائے گا۔ مثلاً کلمہ کے آخری حرف پر سانس تو توڑ دیا لیکن اس کو ساکن نہیں کیا، یا ساکن تو کر دیا لیکن سانس نہیں لیا تو ان صورتوں میں یہ سمجھا جائے گا کہ وقف غلط اور قاعدہ کے خلاف ہوا ہے۔ ہاں چونکہ سانس کے توڑ دینے سے آواز خود بخود ٹوٹ جاتی ہے اس لئے یہ صورت پیش ہی نہیں آسکتی کہ سانس تو ٹوٹ جائے اور آواز نہ ٹوٹے۔

ہاں ایک بات اور یاد رکھو کہ تشدید والا حرف جس طرح وصل میں دیر لگ کر ادا ہوتا ہے اسی طرح وقف میں بھی وہ دیر لگ کر ہی ادا ہوتا ہے جیسے مُسْتَمِرٌّ اور اَيْنَ الْمَفَرُّ وغیرہ۔ اس بات کو اچھی طرح ذہن میں رکھو۔ اسلئے کہ بعض لوگ وقف کرتے وقت اس کا خیال نہیں رکھتے اور دوسرے حرفوں کی طرح تشدید والے حرف کو بھی جلدی سے ادا کر دیتے ہیں۔ یہ لحن جلی یعنی بڑی بھاری غلطی ہے۔ اسلئے کہ اس سے قرآن مجید کا ایک حرف کم ہو جاتا ہے۔ جیسا کہ اوپر سبق نمبر ۲۷ کے ضمن میں بھی اس کی وضاحت گزر چکی ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

انتیسواں سبق

وقف کرنے کا محل اور موقع

جیسا کہ اوپر لکھا جا چکا ہے کہ احکام وقف کے دو حصے ہیں ایک یہ کہ وقف کیسے کرنا چاہیئے اور دوسرا یہ کہ کہاں کرنا چاہیئے۔ سبق نمبر ۲۸ میں پہلا حصہ بیان ہو چکا ہے اور اب اس سبق میں دوسرا حصہ بیان کیا جا رہا ہے۔ سو یاد رکھو کہ جو لوگ قرآن مجید کے معنیٰ نہیں سمجھتے ان کے لئے یہی ضروری ہے کہ وہ وقف ان ہی موقعوں پر کرلیں جہاں قرآن مجید میں وقف کی علامتیں لگی ہوئی ہیں کیونکہ علماء رحمہم اللہ نے یہ علامتیں قرآن مجید کے معنوں میں غور و فکر کر کے اسی غرض سے لگائی ہیں کہ معنیٰ نہ سمجھنے والوں کو وقف کرنے کے بارے میں آسانی ہو اور وہ ناواقفیت کی وجہ سے کسی ایسی جگہ پر وقف نہ کرنے پائیں جہاں بات پوری نہ ہوتی ہو یا اس جگہ وقف کرنے سے غلط معنیٰ کا شبہ ہوتا ہو۔ اور وقف کی بڑی بڑی علامتیں یہ ہیں:-

① گول دائرہ ○: یہ علامت آیت کی ہے اور یہ وقف کرنے کا سب سے بہتر موقعہ ہے جبکہ اس پر لا نہ ہو یعنی اس طرح: ۝ۙ

② م

③ ط

④ ج

بس وقف کی یہ چار علامتیں معتبر اور بڑی شمار ہوتی ہیں۔ ان کے علاوہ وقف کی کچھ علامتیں اور بھی ہیں اور وہ یہ ہیں:-

ز	ص	ق	ک	قف	صل	صلی	لا	قفلا	۝ۙ	وقفہ	∴

مگر یہ علامتیں ضعیف ہیں۔ بلکہ بعض علامتیں تو ایسی ہیں جن سے وقف نہ کرنے کی طرف

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اشارہ کیا گیا ہے۔ البتہ ان میں سے آخری علامت یعنی تین نقطوں کے متعلق یہ بات یاد رکھنی چاہیئے کہ اس طرح کی علامت جہاں بھی ہوتی ہے، قریب قریب دو جگہ ہوتی ہے اور ایسے موقعہ پر قرآن مجید کے حاشیہ پر لفظ مع یا لفظ مُعَانِقَۃْ لکھا رہتا ہے، سو اسکا حکم یہ ہے کہ نہ تو دونوں جگہ وقف کرنا چاہیئے اور نہ ہی دونوں جگہ وصل۔ اگر پہلی جگہ وقف کیا ہو تو دوسری جگہ نہیں کرنا چاہیئے اور اگر پہلی جگہ نہ کیا ہو تو پھر دوسری جگہ ضرور کرنا چاہے۔

بعض وقف جو قرآن شریف کے حاشیہ پر لکھے رہتے ہیں یعنی وقف النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وقفِ مُنَزَّل، وقفِ جبرئیل علیہ السلام اور وقفِ غفران، ان کا حکم یہ ہے کہ ان میں سے پہلے تین پر وقف کرنا مستحب ہے اور وقفِ غفران کے موقعہ پر بھی وقف کرنا بہتر اور مستحسن ہے۔

پھر یہ بھی یاد رکھو کہ بڑے درجہ کی علامت کو چھوڑ کر اس سے کم درجہ کی علامت کے موقعہ پر وقف نہیں کرنا چاہیئے یعنی ایسا نہیں کرنا چاہیئے کہ آیت کے موقعہ پر تو نہ کیا جائے اور اس کے قریب ہی میم [م] کے موقعہ پر کر دیا جائے، یا میم کو چھوڑ کر طاء [ط] پر یا طاء کو چھوڑ کر جیم [ج] پر کر دیا جائے، کیونکہ یہ بات مناسب نہیں ہے۔

پھر یہ سمجھو کہ اگر وقف ان چار علامتوں میں سے کسی علامت کے موقعہ پر یعنی آیت پر یا میم پر یا طاء پر یا جیم پر یا وقفَ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، وقفِ منزل، وقفِ جبرئیل علیہ السلام اور وقفِ غفران کے موقعہ پر کیا ہے تب تو وقف کرنے کے بعد آگے سے پڑھنا چاہیئے۔ اور اگر ان کے علاوہ کسی اور علامت کے موقعہ پر کیا یا یوں ہی کہیں درمیان میں کرنا پڑ گیا تو ایسی صورت میں وقف کرنے کے بعد آگے سے پڑھنا درست نہیں بلکہ ایک دو کلمے اوپر سے لٹا کر پڑھنا ضروری ہے۔ مگر جہاں تک ہو سکے کوشش اس بات کی کرو کہ وقف ان ہی علامتوں میں سے کسی علامت پر ہو جو بڑی شمار ہوتی ہیں اور اگر مجبوراً کہیں درمیان میں یا ان چار بڑی علامتوں کے علاوہ کسی اور علامت کے موقعہ پر کرنا ہی پڑ جائے تو پھر اس کا حکم وہی ہوگا جو بھی

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

بیان ہوا یعنی اوپر سے لوٹا کر پڑھنا ہوگا۔

وقف کے بارے میں بہترین ضابطہ یہ ہے کہ پڑھنے والا آیت، میم اور طاء پر وقف کرتا چلا جائے اور اگر ان تین کے علاوہ کسی جگہ ٹھہرنے کی ضرورت محسوس کرے تو جیم پر ٹھہرے۔ اس ضابطہ پر عمل کرنے سے انشاء اللہ بے جا وقف کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آئے گی۔

نوٹ: اس بات کا خیال رکھو کہ وقف ہمیشہ کلمہ کے آخری حرف پر ہی کرو۔ کلمہ کے درمیان سے لوٹانا کسی حالت میں بھی جائز نہیں۔ یہ بڑی بھاری غلطی ہے۔

تیسواں سبق

ایک خاص مسئلہ

گزشتہ دو سبقوں میں احکامِ وقف سے متعلق دونوں قسم کے مسائل بیان ہو چکے ہیں۔ یعنی یہ بھی بیان ہو چکا ہے کہ وقف کیسے کرنا چاہیئے اور یہ بھی کہ کہاں کرنا چاہیئے۔ اب اس سبق میں وقف ہی سے متعلق ایک خاص مسئلہ بیان کیا جا رہا ہے۔

* سو یاد رکھو کہ قرآن کریم میں نو الفاظ ایسے ہیں کہ ان کے آخر میں جو الف لکھا ہوا ہے، وہ کسی حالت میں بھی نہیں پڑھا جاتا۔ نہ وصل میں نہ وقف میں۔
* اور سات الفاظ ایسے ہیں کہ ان کے آخر والا الف وصل میں تو پڑھنے میں نہیں آتا اگر ان پر وقف کیا جائے تو پڑھا جاتا ہے۔

اب اگلے دو صفحوں پر دونوں قسم کے الفاظ دو نقشوں میں درج کیے جا رہے ہیں۔ اور ہر لفظ کے ساتھ پارہ اور اس کا رکوع، پھر سورۃ اور آیت نمبر بھی لکھ دیا ہے۔ توجہ سے پڑھو اور یاد رکھو:۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل نو کلمات کا الف
نہ تو وقف میں پڑھا جاتا ہے اور نہ ہی وصل میں

آیت	سورۃ	رکوع	پارہ	الفاظ	شمار
۲۳۷	اَلْبَقَرَة	۱۵	۲	اَوْيَعْفُوَاْ	۱
۲۹	اَلْمَائِدَة	۹	۶	اَنْ تَبُوْءَاْ	۲
۳۰	اَلرَّعْد	۱۰	۱۳	لِتَتْلُوَاْ	۳
۱۴	اَلْكَهْف	۱۴	۱۵	لَنْ نَّدْعُوَاْ	۴
۳۹	اَلرُّوْم	۷	۲۱	لِيَرْبُوَاْ	۵
۴	مُحَمَّد ﷺ	۵	۲۶	لِيَبْلُوَاْ	۶
۳۱	مُحَمَّد ﷺ	۸	۲۶	وَنَبْلُوَاْ	۷
۱۶	اَلدَّهْر	۱۹	۲۹	دوسرا قَوَارِيْرَاْ	۸
۶۸	هُوْد	۶	۱۲	ثَمُوْدَاْ	۹
۳۸	اَلْفُرْقَان	۲	۱۹	ثَمُوْدَاْ	
۳۸	اَلْعَنْكَبُوْت	۱۶	۲۰	ثَمُوْدَاْ	
۵۱	اَلنَّجْم	۷	۲۷	ثَمُوْدَاْ	

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

درج ذیل سات کلمات کا الف
وقف میں تو پڑھا جاتا ہے اور وصل میں نہیں

آیت	سورۃ	رکوع	پارہ	الفاظ	شمار
۳۸	اَلْکَہْف	۱۷	۱۵	لٰكِنَّا۠	۱
۱۰	اَلْاَحْزَاب	۱۸	۲۱	الظُّنُوْنَا۠	۲
۶۶	اَلْاَحْزَاب	۵	۲۲	الرَّسُوْلَا۠	۳
۶۷	اَلْاَحْزَاب	۵	۲۲	السَّبِيْلَا۠	۴
۱۵	اَلدَّھْر	۱۹	۲۹	پہلا قَوَارِيْرَا۠	۵
۴	اَلدَّھْر	۱۹	۲۹	سَلٰسِلَا۠	۶
قرآن کریم میں جہاں بھی آئے				اَنَا۠ [1]	۷

نوٹ:

❋ لفظ سَلٰسِلَا۠ میں الف کے بغیر وقف کرنا یعنی سَلٰسِلْ پڑھنا بھی جائز ہے

❋ اور لفظ فَمَآ اٰتٰنِۦَ جو پارہ ۱۹ رکوع ۱۸ (سورۂ نمل آیت: ۳۶) میں ہے، وقف میں اس کی یاء کو ثابت رکھنا یعنی فَمَآ اٰتٰنِيَ پڑھنا اور حذف کرنا یعنی فَمَآ اٰتٰنْ پڑھنا دونوں طرح جائز ہے۔

ان الفاظ کو اچھی طرح ذہن نشین کرلو اور تلاوت کے وقت ان کا خیال رکھو۔

[1] ضمیر مرفوع منفصل۔ اور قرآن کریم میں اس طرح کا لفظ ۶۸ جگہ آیا ہے۔ (خالد)

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اکتیسواں سبق

سکتہ کا بیان

جس طرح قرآن مجید میں وقف کی علامتیں م ط اور ج وغیرہ لکھی رہتی ہیں، اسی طرح کہیں کہیں لفظ سکتہ بھی لکھا ہوا ہے، اس لئے اس کا مطلب سمجھ لینا بھی ضروری ہے۔ سو یاد رکھو کہ سکتہ کا مطلب ہے:۔

"کسی کلمہ پر ذرا سی دیر کیلئے آواز توڑ کر بغیر سانس لئے ٹھہر جانا"

اور یہ سارے قرآن مجید میں کل چار جگہ ہے۔ جو حسبِ ذیل ہیں:۔

۱ سورۂ کہف کی پہلی آیت میں عِوَجًا ؕ قَيِّمًا میں عِوَجًا کے الف پر نہ کہ تنوین پر۔ کیونکہ جس طرح وقف میں زبر کا تنوین الف سے بدل جاتا ہے اسی طرح سکتہ میں بھی بدل جاتا ہے۔ اس لیے سکتہ بھی تنوین پر نہیں ہوگا بلکہ الف پر ہوگا

۲ سورۂ یٰسین کی آیت: ۵۲ میں مِنْ مَّرْقَدِنَا ۜ کے الف پر

۳ سورۂ قیامہ کی آیت: ۲۷ میں مَنْ ۜ رَاقٍ میں مَنْ کے نون پر

۴ سورۂ تطفیف کی آیت: ۱۴ میں كَلَّا بَلْ ۜ رَانَ میں بَلْ کے لام پر

پس ان چار موقعوں میں تھوڑی دیر کیلئے سانس لئے بغیر ٹھہر جانا ضروری ہے۔ اسی کو سکتہ کہتے ہیں اور گو ان کے علاوہ قرآن مجید میں بعض اور موقعوں پر بھی سکتہ لکھا ہوتا ہے، لیکن ان میں سکتہ کرنا ضروری نہیں۔

نوٹ: بعض لوگ سورہ فاتحہ میں اَلْحَمْدُ کی دال، لِلّٰهِ کی ھاء، مٰلِكِ، اِيَّاكَ وَاِيَّاكَ کے کاف، اَنْعَمْتَ کی تاء اور اَلْمَغْضُوْبِ کی باء پر سکتہ کرنے کے عادی ہوتے ہیں اور ان موقعوں میں سکتہ کرنے کو ضروری سمجھتے ہیں۔ سو خوب یاد رکھو کہ سورہ فاتحہ میں سکتہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کہیں نہیں۔ اور ان کا یہ خیال کہ ان موقعوں میں سکتہ کرنا ضروری ہے، بالکل غلط ہے۔ تجوید کی کتابوں میں ان موقعوں پر سکتہ کرنے کو ناجائز اور غلط بتایا ہے۔

نوٹ: چونکہ سورہ کہف میں عِوَجًا ○ پر آیت اور سورہ یٰسین میں مَرْقَدِنَا پر میم کی علامت ہے، اس لئے ان دو موقعوں میں بجائے سکتہ کے وقف کرنا بہتر ہے۔

سوالات

۷۳ وقف کے بارے میں کتنی اور کون کون سی باتوں کا جاننا ضروری ہے؟

۷۴ وقف کا کیا مطلب ہے اور اس میں کتنی اور کن باتوں کو ملحوظ رکھنا پڑتا ہے؟

۷۵ جس کلمہ کے آخری حرف پر دو زبر ہوں، اس پر وقف کیسے کیا جاتا ہے؟

۷۶ جس کلمہ کا آخری حرف نقطوں والی ھاء ہو، اس پر وقف کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۷۷ ان دو صورتوں کے سوا باقی صورتوں میں وقف کیسے کیا جاتا ہے؟

۷۸ وہ کونسا ضابطہ ہے جسکے اپنانے سے بے جا وقف کرنے کی ضرورت بہت کم پیش آتی ہے؟

۷۹ وقف کی بڑی بڑی علامتیں کتنی اور کیا کیا ہیں؟

۸۰ وقف کرنے کے بعد آگے سے کب پڑھنا چاہیئے اور پیچھے سے کب لوٹانا چاہیئے؟

۸۱ تین نقطوں والی علامت کا کیا حکم ہے؟

۸۲ وہ الفاظ کون سے ہیں جن کے آخر والا الف نہ وصل میں پڑھا جاتا ہے اور نہ وقف میں؟

۸۳ وہ الفاظ کون سے ہیں جن کا الف صرف وقف میں پڑھا جاتا ہے؟

۸۴ سکتہ کا کیا مطلب ہے اور قرآن مجید میں کل سکتے کتنے ہیں؟

۸۵ کیا سورہ فاتحہ میں بھی کوئی سکتہ ہے؟

۸۶ عِوَجًا ○ میں سکتہ تنوین پر ہوگا یا الف پر۔ وجہ بھی بیان کرو؟

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

خاتمہ

الحمدللہ کہ یہاں تک تجوید اور وقف کے تمام ضروری مسائل بیان ہو چکے ہیں اور اب خاتمہ میں بعض دوسرے ضروری مسائل بیان کیے جا رہے ہیں۔ شوق سے پڑھو اور عمل بھی کرو۔ اللہ تعالیٰ توفیق عطا فرمائے۔

بتیسواں سبق

تلاوتِ قرآن کے آداب

۱ جس طرح قرآن مجید کا صحیح اور تجوید کے موافق پڑھنا ضروری ہے، اس طرح یہ بھی ضروری ہے کہ تلاوت کے وقت آدابِ تلاوت کو ملحوظ رکھا جائے۔ چونکہ قرآن مجید اللہ تعالیٰ کا کلام ہے، اسلئے اس کو باقی کتابوں پر ایسی ہی بزرگی اور فضیلت حاصل ہے جیسی اللہ تعالیٰ کو اپنے بندوں پر۔ اسلئے اس کی تلاوت عام کتابوں کے مطالعہ کی طرح لاپروائی، بے توجہی اور بے دلی سے نہیں کرنی چاہیئے۔ بلکہ پڑھنے والے کو چاہیئے کہ پورے ذوق و شوق اور خوش دلی کے ساتھ اللہ تعالیٰ سے اُس ثواب کی اُمید رکھتے ہوئے (جسکا ذکر حدیث شریف میں آیا ہے کہ ہر حرف کے بدلے میں دس نیکیاں ملتی ہیں) تلاوت کرے اور اپنے آپ کو تلاوت کے آداب پورے کرنے سے عاجز اور قصور وار سمجھے اور تلاوت کے وقت یہ خیال کرے کہ اللہ تعالیٰ میری تلاوت کی طرف متوجہ ہیں اور میرے پڑھنے کو سُن رہے ہیں۔

۲ قرآن شریف کی تلاوت بہتر تو یہی ہے کہ وضو کر کے کی جائے، کیونکہ وضو کر کے پڑھنے سے ایک حرف کا ثواب پچیس نیکیوں کے برابر ملتا ہے۔ اور اگر وضو سے پہلے مسواک کر لی جائے تو اور بھی بہتر ہے۔ ہاں بے وضو بھی جائز ہے، لیکن بے وضو قرآن شریف کو ہاتھ لگانا جائز نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پھر اگر ایسی حالت ہو جس میں شریعت کی رو سے نہانا فرض ہوتا ہے[1] تو اس وقت زبانی پڑھنا بھی جائز نہیں۔ ہاں دعاء والی آیتوں کو دعاء کی نیت سے اس حالت میں پڑھ سکتے ہیں۔

۳ تلاوت کے ختم پر درج ذیل الفاظ کا پڑھ لینا بھی بہتر اور مستحسن ہے:

صَدَقَ اللّٰهُ مَوْلٰنَا الْعَظِيْمِ ○ اس کے معنیٰ ہیں: "اللہ تعالیٰ نے سچ فرمایا جو بہت ہی عظمت والا اور ہمارا آقا و مولیٰ ہے"۔

۴ قرآن شریف کے آداب میں سے ایک ادب یہ بھی ہے کہ تلاوت عربی لہجے میں اور خوش آوازی کے ساتھ کی جائے۔ کیونکہ جس طرح قرآن شریف کے الفاظ کو اُس طرح ادا کرنا ضروری ہے جس طرح کہ خالص عرب ادا کرتے ہیں (اور اس کو تجوید کہتے ہیں)، ایسے ہی یہ بھی ضروری ہے کہ قرآن شریف کی تلاوت اسی لہجہ میں کی جائے جس لہجہ میں عرب تلاوت کرتے ہیں اور حدیث میں بھی عربی لہجے میں اور خوش آوازی کے ساتھ تلاوت کرنے کا حکم فرمایا گیا ہے۔ چنانچہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے:۔

اِقْرَؤُا الْقُرْاٰنَ بِلُحُوْنِ الْعَرَبِ وَاَصْوَاتِهَا ... (بیہقی)

یعنی قرآن شریف کو عربوں کے لہجوں اور ان کی آوازوں میں پڑھا کرو۔

ہاں اس بات کا خیال رکھنا بھی ضروری ہے کہ لہجہ بنانے میں تجوید کے قواعد نظر انداز نہ ہونے پائیں۔ یہ بھی گناہ کی بات ہے۔ تجوید کی پابندی پہلے ہے اور لہجے کی رعایت بعد میں۔ اس لئے اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ پہلے بچوں کو تجوید کے ساتھ حرفوں کے ادا کرنے کی مشق کرائیں اور پھر لہجہ سکھلائیں۔ اگر شروع ہی سے لہجہ پر ڈال دیا اور صحت لفظی پر توجہ نہ دی تو یہ بڑی غلطی ہو گی۔

[1] اساتذہ کرام کو چاہیئے کہ اگر پڑھنے والے بالغ ہوں تو غسل کے احکام اور اسکے موجبات سمجھادیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

۵ قرآن شریف پڑھنے کے تین انداز ہیں :-

① ٹھہر ٹھہر کے پڑھنا۔ جس طرح کہ جلسوں اور اجتماعات میں پڑھا جاتا ہے۔ اس طرح پڑھنے کو تَرتِیل کہتے ہیں۔

② روانی اور تیزی کے ساتھ پڑھنا۔ جیسا کہ تراویح میں پڑھا جاتا ہے۔ اس کو حَدَر کہتے ہیں۔

③ ان دونوں کے درمیانی رفتار پر پڑھنا۔ جیسا کہ امام فرض نمازوں میں پڑھتا ہے۔ اس کو تَدْوِیر کہتے ہیں۔

لہٰذا تمہیں چاہیئے کہ ہر رفتار میں پڑھنے کی مشق کرو تاکہ ہر موقعہ پر تلاوت کر سکو اور ثواب سے محروم نہ رہو۔ مگر یاد رکھو کہ حدر میں اتنا تیز پڑھنا کہ حروف صاف صاف ادا نہ ہوں یا ترتیل میں اس قدر ٹھہر ٹھہر کر پڑھنا کہ مدوں اور غنوں کی مقدار حد سے بڑھ جائے یا حرفِ ساکن پر سکتہ سا ہو جائے، یہ جائز نہیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

تینتیسواں سبق

اَعُوْذُ بِاللّٰہِ اور بِسْمِ اللّٰہِ کے مسائل

یادرکھو کہ قرآن شریف کی تلاوت شروع کرنے سے پہلے اَعُوْذُ بِاللّٰہِ مِنَ الشَّیْطٰنِ الرَّجِیْم پڑھنا ضروری ہے۔ اور جب کوئی سورۃ شروع کی جائے تو بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ○ کا پڑھنا بھی ضروری ہے۔ خواہ اس سورۃ کے شروع سے پڑھنا شروع کیا جائے یا وہ سورۃ پڑھتے پڑھتے درمیان میں شروع ہو جائے۔ مثلاً تم تیسویں پارے کی تلاوت کرو تو ظاہر ہے کہ پارے کے شروع سے آخر تک درمیان میں بہت سی سورتیں شروع ہوں گی، تو اب ہر سورۃ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ کا پڑھنا ضروری ہوگا۔ البتہ سورہ توبہ کے شروع میں بِسْمِ اللّٰہِ نہیں پڑھنی چاہیئے۔

جب یہ سمجھ گئے تو اب دوسری بات یہ سمجھو کہ جب کسی سورۃ کے شروع سے پڑھنا شروع کرو گے تو وہاں اَعُوْذُ اور بِسْمِ اللّٰہِ دونوں ہی پڑھے جائیں گے۔ اَعُوْذُ تو اسلئے کہ تلاوت شروع کر رہے ہو اور بِسْمِ اللّٰہِ اس لئے کہ سورۃ شروع ہو رہی ہے اور اس کی چار صورتیں بنتی ہیں:۔

1. اعوذ کو بسم اللہ سے اور بسم اللہ کو سورۃ سے ملا کر پڑھا جائے
2. اَلرَّجِیْمِ ○ اور اَلرَّحِیْمِ ○ دونوں پر وقف کر کے پڑھا جائے
3. اَلرَّجِیْمِ کو بسم اللہ سے ملا کر اور اَلرَّحِیْمِ ○ پر وقف کر کے پڑھا جائے
4. اس کا الٹ یعنی اَلرَّجِیْمِ ○ پر وقف کر کے اور الرحیم کو سورۃ سے ملا کر پڑھا جائے

یہ چاروں ہی صورتیں جائز ہیں جس طرح چاہو پڑھو۔ مگر ان سب میں بہتر صورت چوتھی صورت ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

اور جب پڑھتے پڑھتے درمیان میں کوئی سورۃ شروع ہو جائے تو وہاں صرف تین صورتیں جائز ہیں، کیونکہ وہاں یہ جائز نہیں کہ ختم ہونے والی سورۃ کے آخری لفظ کو بسم اللہ سے ملا کر الرحیم پر وقف کیا جائے اور پھر اگلی سورۃ کو نئے سانس میں شروع کیا جائے۔

❋ اگر پڑھتے پڑھتے درمیان میں سورۂ توبہ شروع ہو جائے تو وہاں یہ تین صورتیں جائز ہیں:۔ وقف، وصل، سکتہ۔ اور یہ اسلیئے کہ سورۂ توبہ کے شروع میں بسم اللہ نہیں پڑھی جاتی

❋ اور اگر کسی سورۃ کے درمیان سے پڑھنا شروع کیا جائے تو وہاں بسم اللہ کے پڑھنے اور نہ پڑھنے دونوں باتوں کا اختیار ہے۔ پھر اگر بسم اللہ نہیں پڑھ رہے ہو تو اعوذ کو آیت سے ملا کر یا الرحیم ○ پر وقف کر کے دونوں طرح پڑھنا جائز ہے۔ [البتہ] اگر ایسی آیت سے پڑھنا شروع کر رہے ہو جس کے شروع میں اللہ تعالیٰ کے پاک ناموں میں سے کوئی نام ہو تو وہاں اعوذ کو آیت سے ملا کر پڑھنا جائز نہیں۔ اور اگر بسم اللہ بھی پڑھ رہے ہو تو صرف یہ دو صورتیں جائز ہیں:۔

[۱] الرجیم ○ اور الرحیم ○ دونوں پر وقف کر کے پڑھنا

[۲] الرجیم کو بسم اللہ سے ملا کر اور الرحیم ○ پر وقف کر کے پڑھنا

ایک بات اعوذ کے بارے میں اور یاد رکھو کہ اگر پڑھتے پڑھتے تم نے کسی سے کوئی بات کر لی، خواہ کسی کو سلام کا جواب ہی کیوں نہ دیا ہو تو پھر دوبارہ اعوذ پڑھ کر تلاوت شروع کرو۔ ہاں اگر سجدۂ تلاوت کیا ہے تو اعوذ کے دہرانے کی ضرورت نہیں۔

اور یہ بھی یاد رکھو کہ جس آواز سے قراءۃ کرنے کا ارادہ ہو، اسی آواز سے اعوذ اور بسم اللہ پڑھنی چاہیئے یعنی اگر قراءۃ اونچی آواز سے کرنے کا ارادہ ہو تو اعوذ اور بسم اللہ بھی اونچی آواز سے پڑھنے چاہئیں اور اگر آہستہ آواز سے پڑھنے کا ارادہ ہو تو ان دونوں کو بھی آہستہ آواز سے پڑھنا چاہیئے۔

[۱] اساتذہ کو چاہیئے کہ تینوں طرح پڑھ کر بتلا دیں۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونتیسواں سبق

تلاوتِ قرآن کے سجدے

یادرکھو کہ قرآن شریف میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کے خود پڑھنے یا کسی دوسرے شخص کی زبان سے سننے سے سجدہ کرنا واجب ہو جاتا ہے۔ ان کو آیاتِ سجدہ[1] کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

(۱) نویں پارے کے چودھویں رکوع کی آخری آیت کے ختم پر یعنی یَسْجُدُوْنَ ۝ پر

(۲) تیرھویں پارے کے آٹھویں رکوع میں لفظ وَالْاٰصَالِ ۝ پر

(۳) چودھویں پارے کے بارہویں رکوع کے ختم پر یعنی لفظ مَا یُؤْمَرُوْنَ ۝ پر

(۴) پندرھویں پارے کے بارھویں رکوع میں لفظ خُشُوْعًا ۝ پر

(۵) سولھویں پارے کے ساتویں رکوع میں لفظ وَبُکِیًّا ۝ پر

(۶) سترھویں پارے کے نویں رکوع میں لفظ مَا یَشَآءُ ۝ پر

(۷) انیسویں پارے کے تیسرے رکوع کے ختم پر لفظ نُفُوْرًا ۝ پر

(۸) انیسویں پارے کے سترھویں رکوع میں یعنی رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ ۝ پر

(۹) اکیسویں پارے کے پندرھویں رکوع میں لفظ یَسْتَکْبِرُوْنَ ۝ پر

(۱۰) تیئسویں پارے کے گیارھویں رکوع کے ختم سے ایک آیت پہلے یعنی لفظ مَاٰبٍ ۝ پر

(۱۱) چوبیسویں پارے کے انیسویں رکوع میں لفظ لَا یَسْئَمُوْنَ ۝ پر

(۱۲) ستائیسویں پارے کے ساتویں رکوع کے ختم پر یعنی لفظ وَاعْبُدُوْا ۝ پر

(۱۳) تیسویں پارے کے سورۂ انشقاق میں لفظ لَا یَسْجُدُوْنَ ۝ پر

(۱۴) تیسویں پارے میں سورہ علق کے آخر میں لفظ وَاقْتَرِبْ ۝ پر

[1] ان موقعوں میں قرآن کریم کے حاشیہ پر لفظ سجدہ لکھا بھی رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چونتیسواں سبق

تلاوتِ قرآن کے سجدے

یاد رکھو کہ قرآن شریف میں چودہ آیتیں ایسی ہیں کہ جن کے خود پڑھنے یا کسی دوسرے شخص کی زبان سے سننے سے سجدہ کرنا واجب ہوجاتا ہے۔ ان کو آیاتِ سجدہ[1] کہتے ہیں۔ اور وہ یہ ہیں:۔

1. نویں پارے کے چودھویں رکوع کی آخری آیت کے ختم پر یعنی یَسْجُدُوْنَ○ پر
2. تیرھویں پارے کے آٹھویں رکوع میں لفظ وَالْاٰصَالِ○ پر
3. چودھویں پارے کے بارہویں رکوع کے ختم پر یعنی لفظ مَا یُؤْمَرُوْنَ○ پر
4. پندرھویں پارے کے بارھویں رکوع میں لفظ خُشُوْعًا○ پر
5. سولھویں پارے کے ساتویں رکوع میں لفظ وَبُكِيًّا○ پر
6. سترھویں پارے کے نویں رکوع میں لفظ مَا یَشَآءُ○ پر
7. انیسویں پارے کے تیسرے رکوع کے ختم پر لفظ نُفُوْرًا○ پر
8. انیسویں پارے کے سترھویں رکوع میں یعنی رَبُّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ○ پر
9. اکیسویں پارے کے پندرھویں رکوع میں لفظ یَسْتَكْبِرُوْنَ○ پر
10. تیئیسویں پارے کے گیارھویں رکوع کے ختم سے ایک آیت پہلے یعنی لفظ مَاٰبٍ○ پر
11. چوبیسویں پارے کے انیسویں رکوع میں لفظ لَا یَسْئَمُوْنَ○ پر
12. ستائیسویں پارے کے ساتویں رکوع کے ختم پر یعنی لفظ وَاعْبُدُوْا○ پر
13. تیسویں پارے کے سورۂ انشقاق میں لفظ لَا یَسْجُدُوْنَ○ پر
14. تیسویں پارے میں سورہ علق کے آخر میں لفظ وَاقْتَرِبْ○ پر

[1] ان موقعوں میں قرآن کریم کے حاشیہ پر لفظ سجدہ لکھا بھی رہتا ہے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

پینتیسواں سبق

قرآن شریف کے ختم کرنے کا طریقہ

عزیز طالب علمو! جب تمہیں اللہ تعالیٰ اپنے فضل وکرم سے قرآن شریف ختم کرنے کی توفیق عطاء فرمائے تو اس سلسلہ میں دو باتوں کا خیال رکھو:-

الف ایک یہ کہ جب سورہ وَالضُّحٰی پر پہنچو تو اس سے سورۃ وَالنَّاس تک ہر سورۃ کے آخر میں اَللّٰہُ اَکْبَرُ کہا کرو۔ اس کو تکبیر کہتے ہیں۔ یہ اگرچہ ضروری تو نہیں مگر ایک پسندیدہ اور اچھا عمل ہے۔ پھر:-

☑ ① خواہ ختم ہونے والی سورۃ کے آخری لفظ کو تکبیر[1] سے، تکبیر کو بسم اللہ سے اور بسم اللہ کو اگلی سورۃ سے ملا کر پڑھو

☑ ② یا ان سب پر وقف کر کے پڑھو

☑ ③ یا کسی پر وقف کرو اور کسی کو ملا کر پڑھو۔ سب صورتیں جائز ہیں جس طرح چاہو پڑھو۔

☒ البتہ یہ ایک صورت جائز نہیں کہ سورۃ کے آخری لفظ کو تکبیر سے اور تکبیر کو بسم اللہ سے تو

---

[1] جن ۲۲ سورتوں کے آخر میں تکبیر پڑھی جاتی ہے، آخری لفظ کی حالت کی رو سے ان کی چار حالتیں ہیں:
① بعض سورتوں آخری حرف پر جزم ہے جیسے فَحَدِّثْ ۝
② بعض سورتوں آخری حرف پر تنوین ہے جیسے اَحَدٌ ۝
③ بعض کا آخری حرف الٹے پیش والی ھاء ہے جیسے رَبَّہٗ ۝
④ بعض کے آخری حرف پر کوئی حرکت ہے جیسے اَلْحٰکِمِیْنَ ۝ اَلْفَجْرِ ۝ اَلْاَبْتَرُ ۝
اور ہر صورت کا حکم جدا ہے۔ اس لئے اساتذہ کو چاہیئے کہ اپنے طالب علموں کو ان چاروں صورتوں میں سورۃ کے آخری لفظ کو تکبیر سے ملانے کا قاعدہ سمجھا دیں۔ اور اگر ضرورت محسوس کریں تو کتاب معلم التجوید میں اس کی تفصیل دیکھ سکتے ہیں۔ تطویل کے خوف سے یہاں درج کرنا مناسب معلوم نہیں ہوا۔ لیکن اگر طلباء ذہین نہ ہوں تو پھر انہیں سورۃ کے آخری لفظ پر وقف کر کے تکبیر کو نئے سانس ہی میں پڑھنے کی تاکید فرمائیں اور قواعد سمجھانے کے درپے نہ ہوں۔ ورنہ ان کے ذہن بلاوجہ مشوش ہوں گے۔

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

ملا دو اور الرحیم پر وقف کر دو۔ کیونکہ اگر پہلی دو چیزوں کو تو ملا دیا ہے تو اب الرحیم پر وقف کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو اگلی سورۃ کے شروع سے ملا کر پڑھنا ہی ضروری ہے۔ اس کو اچھی طرح سمجھ لو۔

اور بعض حضرات اَللّٰہُ اَکْبَرُ کے ساتھ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ بھی پڑھتے ہیں اور بعض ان دونوں کے ساتھ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ بھی پڑھتے ہیں، یہ اضافہ بھی جائز ہے۔ مگر اسکا خیال رہے کہ اگر لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ پڑھا ہے تب تو وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھنا بھی جائز ہے، لیکن یہ جائز نہیں ہے کہ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ تو پڑھا نہ جائے اور وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ پڑھا جائے۔ مطلب یہ ہے کہ:-

☑ ① اَللّٰہُ اَکْبَرُ

☑ ② لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ

☑ ③ لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ یہ تینوں صورتیں تو جائز ہیں

☒ اور صرف اَللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ جائز نہیں۔

ب دوسری بات اس سلسلہ میں جو یاد رکھنے کی ہے، وہ یہ ہے کہ سورۃ والناس پڑھ کر تلاوت ختم نہ کر دیا کرو، بلکہ اسی وقت اور اسی مجلس میں دوسرا قرآن مجید شروع کر دیا کرو اور سورۃ فاتحہ اور سورۃ بقرہ کی شروع کی چند آیتیں یعنی اَلْمُفْلِحُوْنَ۝ تک پڑھ کر قراءۃ ختم کیا کرو۔ اس عمل کو اَلْحَالُّ الْمُرْتَحِلُ کہتے ہیں۔ اس کا بہت ثواب ہے۔ حدیث شریف میں اس طرح ختم کرنے کو سب سے بہتر عمل بتایا گیا ہے۔

پھر ختم کرنے کے بعد اللہ تعالیٰ سے دعا کرو اور اپنی دینی و دنیوی حاجتیں اس سے مانگو۔ اور تلاوت میں جو قصور اور کوتاہیاں ہوئی ہیں، خواہ وہ تم کو معلوم ہوں یا نہ ہوں، ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے استغفار کرو اور اپنے گناہوں کی معافی مانگو۔ وہ بڑا غفور الرحیم اور

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مہربان ہے۔ختم قرآن کی دعاؤں میں یہ دعا، بہت مشہور ہے۔ہوسکے تو زبانی یاد کرلو:۔

اَللّٰھُمَّ اٰنِسْ وَحْشَتِیْ فِیْ قَبْرِیْ ۝ اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ بِالْقُرْاٰنِ الْعَظِیْمِ ۝ وَجْعَلْہُ لِیْ اِمَامًا وَّنُوْرًا وَّھُدًی وَّرَحْمَۃً ۝ اَللّٰھُمَّ ذَکِّرْنِیْ مِنْہُ مَا نَسِیْتُ، وَعَلِّمْنِیْ مِنْہُ مَا جَھِلْتُ، وَارْزُقْنِیْ تِلَاوَتَہٗ اٰنَآءَ اللَّیْلِ وَاٰنَآءَ النَّھَارِ ۝ وَجْعَلْہُ لِیْ حُجَّۃً یَّا رَبَّ الْعٰلَمِیْنَ ۝

ترجمہ: اے اللہ قبر میں میری گھبراہٹ کی غم خواری کیجیے۔اے اللہ قرآنِ عظیم کی بدولت مجھ پر رحم فرما اور اسکو میرے لیے امامِ نور، ہدایت اور رحمت بنا دیجیے۔ اے اللہ مجھے اس میں سے جو کچھ بھول گیا ہے وہ یاد کرا دیجیے اور جو کچھ میں نہیں جانتا ہوں وہ سکھا دیجیے اور مجھے شب و روز اس کی تلاوت کرنے کی توفیق عطا فرمایئے۔اور اے ربُّ العٰلمین اس قرآن کو میرے حق میں حجت یعنی سفارشی بنا دیجیے۔ آمین یاربَّ العٰلمین

www.KitaboSunnat.com

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

چھتیسواں سبق

قرآن مجید کی مختصر تاریخ

عزیز طالب علمو! جہاں تک اس رسالے کے اصل موضوع کا تعلق ہے، وہ تو یہاں پہنچ کر تمام ہو گیا ہے۔ تاہم مناسب معلوم ہوتا ہے کہ آخر میں ایک سبق میں قرآن مجید کی مختصر طور پر تاریخ بھی بیان کر دی جائے۔

سو یاد رکھو کہ جس طرح ہر زمانے میں ہزاروں بلکہ لاکھوں آدمی اس کو اپنے سینوں میں محفوظ کرتے رہے ہیں، اس طرح ہر زمانے میں قرآن مجید لکھا بھی جاتا رہا ہے اور ہر زمانے کے مسلمان اس کو بھی ضروری سمجھتے رہے ہیں کہ قرآن مجید کی لکھ کر حفاظت کی جائے۔ چنانچہ خود حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بھی قرآن مجید کی ہر سورۃ اور ہر آیت کو جو نازل ہوتی تھی لکھوالیا کرتے تھے اور بہت سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اپنے طور پر بھی لکھ لیا کرتے تھے۔ اس طرح سارا قرآن مجید آپ کے مبارک زمانہ میں لکھا بھی جا چکا تھا۔ البتہ آپ ﷺ کے پاک زمانہ میں قرآن مجید شروع سے آخر تک پورے کا پورا ایک ہی جگہ اور ایک ہی کتاب کی صورت میں جس طرح کہ اب ہے، جمع نہیں کیا گیا تھا۔ یہ کام حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ نے اپنے دورِ خلافت میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے مشورہ سے کرایا۔ یعنی آپ نے حضرت زید بن ثابت رضی اللہ عنہ کو جو حضور اکرم ﷺ کے زمانہ میں بھی آپ کے حکم سے قرآن مجید لکھنے کا کام کیا کرتے تھے، حکم دیا کہ وہ سارے قرآن مجید کو لکھ کر ایک ہی کتاب کی صورت میں جمع کر دیں۔ چنانچہ حضرت زید رضی اللہ عنہ نے آپ کے حکم کی تعمیل کی اور قرآن مجید کو ایک جگہ جمع کر دیا۔

پھر تیسرے خلیفہ حضرت عثمان بن عفان رضی اللہ عنہ نے اپنے زمانہ خلافت میں اسی قرآن مجید کی کچھ نقلیں کرا کر اُس وقت کے بڑے بڑے اسلامی شہروں میں بھجوا دیں۔ چنانچہ مکہ مکرمہ

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

کوفہ، بصرہ اور شام وغیرہ میں ایک ایک قرآن مجید بھجوا دیا اور ایک مدینہ والوں کیلئے رہنے دیا اور ایک اپنی ذات کیلئے مخصوص فرمالیا۔ بس اس وقت سے اب تک ساری دنیا کے مسلمان قرآن مجید کے انہی نسخوں کے موافق لکھتے اور پڑھتے پڑھاتے چلے آ رہے ہیں اور قیامت تک انشاء اللہ تعالیٰ اسی طرح پڑھتے اور لکھتے رہیں گے۔ تفصیل بڑی کتابوں میں موجود ہے۔

اس بیان سے یہ معلوم ہو گیا کہ قرآن مجید کی حفاظت اور اس کی اشاعت (پھیلانے) میں نبی کریم ﷺ کے بعد سب سے زیادہ کوشش صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے فرمائی۔ اسکے باوجود کہ ان کا حافظہ خوب قوی تھا، جو بات ایک بار سن لیتے کبھی نہ بھولتے، مگر پھر بھی انہوں نے قرآن مجید کو لکھوا کر محفوظ کر دیا۔ تاکہ بعد میں آنے والے لوگوں کو کوئی دشواری پیش نہ آئے۔ ورنہ ان کو اپنے لئے لکھنے کی چنداں ضرورت نہ تھی۔ یہ اُن کا ہم پر بہت بڑا احسان ہے۔ ہم سے اُن کا شکریہ ادا ہو ہی نہیں سکتا۔ اب یہ سمجھو کہ ان حضرات کے بارے میں ہمیں بھی دو باتیں خیال میں رکھنی چاہئیں اور ضرور رکھنی چاہئیں:۔

✵ ایک تو یہ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد ہمارے دلوں میں سب سے زیادہ عظمت اور سب سے زیادہ محبت ان ہی کی ہونی چاہیئے۔ جب بھی ہم کسی صحابی کا نام لیں تو ہمارا دل اس کی محبت اور عظمت سے بھر جائے۔

✵ دوسری یہ کہ جب ہم کسی صحابی کا نام لیں تو رَضِیَ اللّٰہُ تَعَالٰی عَنْہُ کہیں۔ اس کے معنیٰ ہیں: اللہ تعالیٰ اس سے راضی ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو یہ سرٹیفکیٹ قرآن مجید میں کئی جگہ دیا ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا کہ اللہ تعالیٰ ہم سے بھی راضی ہوں گے۔ کیونکہ یہ ایک عام قاعدہ ہے کہ جو شخص کسی کے دوست سے محبت رکھتا ہے تو وہ بھی اس کو اپنا دوست سمجھتا ہے اور چونکہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اللہ کے نبی ﷺ کے دوست ہیں، اس لئے جو ان سے محبت رکھے گا اللہ تعالیٰ اور اس کے رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وسلم بھی اس سے محبت رکھیں گے۔ اور یہ ایک

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

www.KitaboSunnat.com

مسلمان کے لئے بہت بڑی نعمت ہے کہ اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اس سے محبت رکھیں، فقط۔

سوالات

۸۷ تلاوتِ قرآن کے آداب کیا کیا ہیں؟

۸۸ قرآن مجید کی تلاوت کس لہجہ اور کس آواز میں کرنی چاہیئے؟

۸۹ جب کسی سورۃ کے شروع سے پڑھنا شروع کیا جائے تو کیا کیا پڑھنا چاہیئے؟

۹۰ جب کوئی سورۃ پڑھتے پڑھتے درمیان میں شروع ہو جائے تو کونسی صورت ناجائز ہے؟

۹۱ اگر درمیانِ تلاوت میں سورۃ توبہ شروع ہو جائے تو کتنی اور کیا کیا وجوہ جائز ہیں؟

۹۲ سجدے کی آیتیں کتنی اور کہاں کہاں ہیں؟

۹۳ سجدۂ تلاوت ادا کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۹۴ سجدۂ تلاوت کس صورت میں واجب ہوتا ہے؟

۹۵ اگر سجدہ کی ایک ہی آیت کو ایک ہی جگہ پر بیٹھ کر بار بار پڑھا جائے تو اس کا کیا حکم ہے؟

۹۶ اگر سجدہ کی مختلف آیتیں ایک ہی جگہ بیٹھ کر پڑھی جائیں یا آیت تو بار بار ایک ہی پڑھی جائے لیکن جگہ ہر بار بدلتی رہے تو ان دونوں صورتوں کا کیا حکم ہے؟

۹۷ قرآن شریف کے ختم کرنے کا کیا طریقہ ہے؟

۹۸ تکبیر کن سورتوں کے آخر میں پڑھی جاتی ہے؟

۹۹ اَلْحَآلُّ الْمُرْتَحِلُ کا کیا مطلب ہے؟

۱۰۰ قرآن مجید کی کتابت کا کام کس زمانے میں اور کس طرح شروع ہوا اور پایہ تکمیل کو کب پہنچا؟

۱۰۱ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کے بارے میں ہمیں کن باتوں کا خیال رکھنا چاہیئے؟

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ اَوَّلاً وَّاٰخِرًا: کہ یہاں پہنچ کر رسالہ زینت القرآن ختم ہوا۔ حق تعالیٰ شانہٗ اپنے فضل وکرم اور اپنے لطف واحسان سے اس حقیر سی خدمت کو قبول فرمائیں اور مؤلف کے

" محکم دلائل سے مزین متنوع و منفرد موضوعات پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ "

گناہوں اور خطاؤں کی وجہ سے اس کو درجہ قبولیت سے نہ گرادیں۔

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ ○ وَصَلَّی اللّٰہُ تَعَالٰی عَلٰی خَیْرِ خَلْقِہٖ سَیِّدِنَا وَمَوْلٰنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَاَزْوَاجِہٖ وَذُرِّیّٰتِہٖ وَاَھْلِ بَیْتِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ اَجْمَعِیْنَ ○ وَارْحَمْنَا مَعَھُمْ بِرَحْمَتِكَ یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ ○

اٰمِیْنَ

دعاء کی درخواست

میں ان تمام لوگوں سے جو اس کتاب سے استفادہ کریں، درخواست کرتا ہوں کہ مؤلف پُرتقصیر کے لیے اور ان لوگوں کے لیے بھی جن کی مدد سے یہ کتاب لکھی گئی ہے حسنِ خاتمہ، رضاءِ مولیٰ اور فلاحِ دارین کی دعاء فرمائیں۔ یہ ان کا ہم سب پر احسانِ عظیم ہوگا۔

احقر ابوالاشرف محمد شریف
خادم القرآن مدرسہ دارالقراء ماڈل ٹاؤن لاہور
۳۰ رجب المرجب ۱۳۹۸ھ / ۷ جولائی ۱۹۷۸ء

www.KitaboSunnat.com

تصحیح و تدوین و تزئین: خالد محمودؒ
جمعۃ المبارک ۹ ذیقعدہ ۱۴۲۶ھ، ۲ جنوری [illegible]ء
نظرِ ثانی: ۵ ربیع الثانی ۱۴۳۳ھ، ۲۸ فروری ۲۰۱۲ء

مکتبۃ القراءۃ لاھور

Published by: Maktabatul-Qira,at. Lahore 54700, Pakistan. 042-35853171